Regd. No. P. GDP-3 Registered with the Registrar of News Papers for India at No. R. N 61 57 Phone No. 35

شبیہ مبارک حضرت الحاج مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

ہفت روزہ **بدر** قادیان

مُصلحِ موعود نمبر

:- بابت :-

۲۶ر ربیع الثانی ۱۴۰۳ھ

— بمطابق —

۱۰ر تبلیغ ۱۳۶۲ہش

۱۰ر فروری ۱۹۸۳ء

جلد : ۳۲	شمارہ : ۶

شرح چندہ

سالانہ ——— ۲۶ روپے
ششماہی ——— ۱۳ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ——— ۷۵ روپے
فی پرچہ ——— ۶۰ پیسے
اشاعت خصوصی ——— ۱-۲۵ روپیہ

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۷ر تبلیغ (فروری)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مورخہ ۶/۲/۸۳ کو ربوہ سے تشریف لانے والے مہمانانِ کرام کی زبانی ملنے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ "حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔" الحمد للہ

احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دردِ دل سے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان: ۷ر تبلیغ (فروری)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مع محترمہ سیّدہ بیگم صاحبہ سلّمہا اللہ تعالیٰ و بچگان ہنوز دہلی میں ہی قیام فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ سب کا حافظ و ناصر رہے اور بخیر و عافیت مرکزِ سلسلہ میں واپس لائے۔ آمین۔

★ ——— مقامی طور پر جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔
الحمد للہ۔

اِداریہ

ایک عظیم الشّان نشانِ صداقت

جب سے یہ دُنیائے آب وگِل معرضِ وجود میں آئی ہے، موت و حیات کا سلسلہ جاری ہے۔ اُفقِ مشرق سے طلوع ہونے والی ہر صُبح جہاں اپنے دامن میں زندگی کے اَن گنت نئے شگوفے لے کر آتی ہے وہاں دن ڈھلے تک کتنی ہی رُوحیں اپنی زندگی کے دِن پُورے کر کے موت کی آغوش میں سما جاتی ہیں۔ وقت کا پیہم گردش کرتا ہُوا پہیا جانے والوں کی محبوب یاد کو یا تو رفتہ رفتہ بالکل محو کر دیتا ہے اور یا پھر اُن کی داستانِ حیات عہدِ ماضی کا ایک ایسا قصہ رہ جاتی ہے جس میں آنے والوں کے لئے دلچسپی کا کوئی سامان نہیں ہوتا ——— اس کے برعکس ان ہی ابنائے آدم میں معدودے چند ایسے ممتاز اور نادرِ روزگار وجود بھی ہوتے ہیں جو گلِ نرگس کی طرح صدیوں ہی میں نہیں بلکہ ہزاروں سالوں میں ایک بار شاخِ ہستی پر نمودار ہو کر چمنِ انسانیت کو زینت بخشتے اور اپنی بھینی بھینی عطر بیز خوشبو سے تمام نسلِ انسانی کو معطّر کر دیتے ہیں۔

سیّدنا حضرت محمودؓ المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہُ کا مقدس و بابرکت وجود بھی لاریب ایسی ہی نابغۂ روزگار جلیل القدر ہستیوں میں سے ایک تھا۔ جو مذاہبِ عالَم کی صدیوں پر محیط کتبِ تواریخ اور مختلف صحفِ سماوی میں موجود بے شمار آسمانی بشارات کی روشنی میں ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء کو آفتابِ عالم تاب کی مانند اُفقِ رُوحانیت پر طلوع ہُوا۔ اور عالمِ انسانیت کو اپنی ضیا پاشیوں سے مسلسل ۷۷ سال تک بُقعۂ نُور بنا کر ۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کو اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف واپس اُٹھایا گیا۔

قطع نظر اُن تمام پیش خبریوں کے جو اس جلیل القدر پسرِ موعود کی ولادت باسعادت اور اُس کے مہتم بالشان کارہائے نُمایاں سے متعلق ہزاروں سال پہلے سے مذاہبِ عالَم کے مقدّس صحیفوں میں موجود ہیں یا جو مخبرِ صادق حضور نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم اور اُمّتِ مُسلمہ کے بہت سے بزرگان و ائمہ سلف اپنے اپنے وقت میں کمال وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی ہیں، آئیے ہم صرف اُس پر شوکت آسمانی بشارت پر ایک سرسری نظر ڈالیں جو خود مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو بذریعہ اشتہار شائع فرمائی اور جس کا مکمل متن ہم بدر کی اسی اشاعت کے صہ۳ پر درج کر رہے ہیں۔

پیشگوئی مُصلح موعود کی اس پُر شوکت الہامی عبارت کا غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے کے بعد ہر صاحبِ بصیرت اور خُدا ترس قاری کے ذہن میں اِس اِمکانی سوال کا اُبھرنا لازمی امر ہے کہ اگر فی الواقع یہ الفاظ خُدائی بشارت و الہام پر مبنی نہیں تو کیا پچاس سال سے متجاوز عُمر کا ایک عام دُنیا دار انسان جس کی اپنی زندگی چاروں طرف سے دُشمنوں کے نرغہ میں گھری ہوئی ہونے کی وجہ سے ہر وقت خطرات سے دوچار ہو، پورے وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ ہی کر سکتا ہے کہ وہ اور اُس کی شریکِ حیات دونوں اُس وقت تک زندہ رہیں گے جب تک کہ اُن کے ہاں موعود فرزند تولّد نہیں ہوتا۔ پھر پیشگوئی محض ایک بیٹے کی ولادت سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ اس میں ایک ایسے متّصف بصفاتِ حسنہ ذی شان فرزندِ جلیل کی خبر دی گئی ہے جس نے نہ صرف اپنے مخصوص دائرۂ کار میں بلکہ تمام دُنیا میں شہرت و عُروجِ دوام حاصل کرنا تھا۔

تھوڑی دیر کے لئے باور بھی کر لیا جائے کہ بیٹا تو ہر کس و ناکس کے گھر میں پیدا ہوتا اور ہو سکتا ہے۔ مگر کیا کوئی باپ محض اپنے قیافوں کی بناء پر یہ دعویٰ بھی کر سکتا ہے کہ اُس کا ہونے والا بیٹا ہر قسم کی آفاتِ ارضی و سماوی اور امراضِ مہلکہ سے محفوظ رہتے ہوئے نہ صرف زندہ رہے گا بلکہ لمبی عُمر پائے گا۔ اور اس میں قدرت کی طرف سے وہ تمام اعلیٰ صلاحیتیں ودیعت کی جائیں گی جو انسان کی علمی اور رُوحانی نشو و نما کا سبب بنتی ہیں۔ پھر یہی نہیں کہ اُس فرزندِ موعود کی خداداد استعدادیں کسی بھی رنگ میں بروئے کار آئیں گی بلکہ خدا تعالےٰ اس کی ان استعدادوں کو ایک مخصوص نہج پر گامزن کر کے نہ صرف اس فرزندِ موعود کو اپنے باپ کا حقیقی جانشین اور حُسن و احسان میں اس کا نظیر بنائے گا۔ بلکہ اپنے فضل اور دستِ قدرت سے وہ تمام ضروری اسباب بھی مُہیّا کرے گا جو اُسے اپنی خداداد صلاحیتوں کو صحیح طور سے بروئے کار لانے میں مُمِدّ ہو کر اُسے شہرت و عُروجِ دوام سے ہم کنار کریں گے ——— !!

ان تمام اہم جُزئیات کے ساتھ اس عظیم الشان آسمانی بشارت کا مطالعہ کرنے کے بعد آئیے! اس کی غیر معمولی عظمت و اہمیّت کے آئینہ دار اس پہلو کا بھی جائزہ لیں کہ پیشگوئی کی اشاعت کے معًا بعد معاندینِ اسلام اپنی عادت کے مطابق اس نشانِ رحمت کو بھی تمسخر و استہزاء کا نشانہ بنانے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، جس کے جواب میں سیّدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشّان نشانِ آسمانی ہے جس کو خُدائے کریم جلّ شانہ، نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔" (تبلیغِ رسالت جلد اوّل صہ۲۳)

مخالفین کی ہرزہ سرائیوں کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کس رنگ میں جوش میں آئی اور مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو عطا ہونے والی یہ مہتم بالشّان آسمانی بشارات وقتِ مقررہ پر کس درجہ صفائی اور کمال آب و تاب کے ساتھ پُوری ہوئیں ——— ؟ اس مقام پر پہنچنے کے بعد ہر خُدا ترس قاری یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کون باپ ہے جو اپنے ہونے والے بیٹے کی نسبت ایسا عظیم الشان دعویٰ کر کے اس دعویٰ کو اس سمیع و بصیر اور قادر و توانا خدا کی طرف منسوب کرنے کی جرأت کر سکتا ہے جس کی نگاہ ہر انسان کے اعمال اور نیتوں کا محاسبہ کئے ہوئے ہے۔ بلاشک اس کی ذات والاصفات کی نسبت یہ گمان کرنا بھی گناہِ عظیم ہے، کہ وہ نعوذ باللہ اپنی مخلوق کو گمراہی میں مبتلا کرنے کے لئے ایک مُفتری کے مُنہ سے نکلی ہوئی ایک ایک بات کو من وعن پُورا کر دکھائے۔ اور اُسے اپنے علمِ غیب کے ایسے مخفی در مخفی اسرار سے آگاہ کر دے جن کی نسبت خود وُہ اپنے مقدس کلام میں واضح طور سے یہ فرما چکا ہے کہ عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (سُورۃ جن عٍ۲) یعنی علمِ غیب صرف میری ذات سے مخصوص ہے۔ اور میں اپنے غیب پر بجز برگزیدہ رسُولوں کے کسی کو مطلع نہیں کرتا ——— پس ثابت ہُوا کہ یہ عظیم الشان پیشگوئی کسی انسانی ذہن کی پیداوار نہیں بلکہ فی الحقیقت یہ اُسی علّام الغیوب خُدا کا کلام ہے جو ہر دور میں اپنے برگزیدہ مامورین کی صداقت کے اظہار کے لئے اس نوع کے مہتم بالشان آسمانی نشانات ظاہر فرماتا رہا ہے۔ اور اہلِ نظر کے لئے یہی ایک دلیل مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دعویٰ کی صداقت کو پرکھنے کے لئے کافی و شافی ثبوت مُہیّا کرتا ہے۔ صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں ؎ اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

— خورشید احمد انور

پیشگوئی مصلح موعود کی پُر شوکت الہامی عبارت

اوائل ۱۸۸۶ء میں بمقام ہوشیار پور چالیس روزہ گوشہ نشینی اور عاجزانہ و متضرعانہ دعاؤں کے نتیجہ میں مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ السلام کو جن پُر شوکت الہامی الفاظ میں ایک متّصف بہ صفاتِ حسنہ، ذی شان فرزند عطا ہونے کی خوشخبری دی گئی۔ وہ تاریخ احمدیت میں "پیشگوئی مصلح موعود" کے نام سے موسوم ہے۔ ذیل میں اس مہتم بالشان آسمانی بشارت کا مکمل متن ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے ——— (ادارہ)

"باِلہام اللہ تعالیٰ و اعلامہٖ عزّ و جلّ۔ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَالْآخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور، جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے۔ اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مشمولہ آخر آئینہ کمالات اسلام طبع اول)

میں وعدہ وفا خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہوں

خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے اشاعتِ اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا

اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے

پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہونے کے متعلق سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کا حلفیہ اعلان اور اہلِ لاہور سے پُرشوکت خطاب

(۱)

مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۴ء کو بمقام لاہور منعقدہ جلسہ مصلح موعود میں سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خدائے واحد و قہار کی قسم کھا کر نہایت پُرشوکت اور جلالی الفاظ میں یہ اعلان فرمایا کہ:-

"آج میں اس جلسہ میں اس واحد و قہار خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے اور جس پر افترا کرنے والا اس کے عذاب سے کبھی بچ نہیں سکتا کہ خدا نے مجھے اسی شہر لاہور میں ۱۳ ٹیمپل روڈ پر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ کے مکان میں یہ خبر دی کہ میں ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوں اور میں ہی وہ مصلح موعود ہوں جس کے ذریعہ اسلام دنیا کے کناروں تک پہنچے گا اور توحید دنیا میں قائم ہوگی۔"

(الفضل مصلح موعود نمبر ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

(۲)

اسی جلسہ میں حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی افتتاحی تقریر میں اہلِ لاہور کو مخاطب کر کے فرمایا:-

"اے اہلِ لاہور! میں تم کو خدا کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ میں تمہیں اس ازلی ابدی خدا کی طرف بلاتا ہوں جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ تم مت سمجھو کہ اس وقت میں بول رہا ہوں۔ اس وقت میں نہیں بول رہا بلکہ خدا میری زبان سے بول رہا ہے۔ میرے سامنے دینِ اسلام کے خلاف جو شخص بھی اپنی آواز بلند کرے گا اس کی آواز کو دبا دیا جائے گا۔ جو شخص میرے مقابلہ میں کھڑا ہوگا وہ ذلیل کیا جائے گا، وہ رسوا کیا جائے گا، وہ تباہ و برباد کیا جائے گا۔ مگر خدا بڑی عزت کے ساتھ میرے ذریعہ اسلام کی ترقی اور اس کی تائید کیلئے ایک عظیم الشان بنیاد قائم کر دیگا۔ میں ایک انسان ہوں، میں آج بھی مر سکتا ہوں اور کل بھی مر سکتا ہوں۔ لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے۔ میں ابھی سترہ اٹھارہ سال کا ہی تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی کہ إِنَّ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ اے محمود! میں اپنی ذات ہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یقیناً جو تیرے متبع ہوں گے وہ قیامت تک تیرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اس نے میرے ساتھ کیا ہے۔ میں ایک انسان ہونے کی حیثیت سے بےشک وہ دن بھی زندہ نہ رہوں مگر یہ وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا جو خدا نے میرے ساتھ کیا کہ وہ میرے ذریعہ سے اشاعتِ اسلام کی ایک مستحکم بنیاد قائم کرے گا۔ اور میرے ماننے والے قیامت تک میرے منکرین پر غالب رہیں گے۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ اسلام مغلوب ہو گیا۔ اگر دنیا کسی وقت دیکھ لے کہ میرے ماننے والوں پر میرے انکار کرنے والے غالب آگئے تو بےشک تم سمجھ لو کہ میں ایک مفتری تھا۔ لیکن اگر یہ خبر سچی نکلی تو تم خود سوچ لو تمہارا کیا انجام ہوگا کہ تم نے خدا کی آواز میری زبان سے سنی اور پھر بھی اسے قبول نہ کیا۔"

(الفضل مصلح موعود نمبر ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

۱۴ / مارچ سنہ ۱۹۱۴ء

خلافتِ ثانیہ کا قیام اور سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کا پہلا بصیرت افروز تاریخی خطاب

ماخوذ از "سیرت فضلِ عمرؓ" جلد اوّل تصنیفِ لطیف سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"....... ۱۴ / مارچ ۱۹۱۴ء بروز ہفتہ قادیان میں حاضر الوقت احمدی احباب عصر کی نماز کے بعد انتخابِ خلافت کے لئے مسجدِ نورؓ میں جمع ہوئے۔ قریب دو ہزار کا مجمع تھا۔ سب سے پہلے نواب محمد علی خان صاحب نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وصیت پڑھ کر سنائی۔ جس میں جماعت کو ایک ہاتھ پر جمع ہو جانے کی نصیحت تھی۔ مولانا سید محمد احسن صاحب امروہویؓ نے جو جماعت کے بڑے بزرگوں میں سے تھے، کھڑے ہو کر تقریر کی۔ اور خلافت کی ضرورت و اہمیت بتا کر تجویز کی کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے بعد میری رائے میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ پر جمع ہو جانا چاہیئے۔ کہ وہی ہر رنگ میں اس مقام کے اہل اور قابل ہیں۔ اس پر سب طرف سے ہاں حضرت میاں صاحب! حضرت میاں صاحب کی آوازیں اُٹھنے لگیں۔ اور سارے مجمع نے بالاتفاق اور بالاصرار کہا کہ ہم اس تجویز کو بدل و جان قبول کرتے ہیں اس وقت مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے بعض رُفقاء بھی موجود تھے۔ مولوی محمد علی صاحب نے مولوی محمد احسن صاحبؓ کی تقریر کے بعد کچھ کہنا چاہا۔ اور اپنے دونوں ہاتھ اُوپر اُٹھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔

اسی اثناء میں دوسری طرف سید میر حامد شاہ صاحبؓ کھڑے ہو گئے۔ دونوں کچھ کہنا چاہتے تھے کہ وہ پہلے اپنا عندیہ بیان کریں۔ اور مولوی صاحب اپنے خیالات پہلے کہنا چاہتے تھے۔ ان دونوں بزرگوں میں کچھ دیر تک باہم ردّ و کدّ ہوتی رہی۔ سید صاحب مرحوم مولوی صاحب سے اور مولوی صاحب سید صاحب سے صبر اور انتظار کرنے کی درخواستیں کرتے رہے۔ وہ کہتے تھے، پہلے کچھ کہہ لینے دیں۔ اور وہ فرماتے تھے عرض کر لینے دیں۔ غرض اس طرح ایک مجادلہ کی صورت بن گئی۔ اس پر شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ نے جرأت کی۔ اور عرض کیا کہ ان جھگڑوں میں یہ قیمتی وقت ضائع نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمارے آقا حضرت صاحبزادہ صاحب ہماری بیعت قبول فرمادیں۔ اس پر حاضرین مجلس بلا توقف بے اختیار لبیک لبیک کہتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب کی طرف بڑھے۔

یہ نظارہ اور لوگوں کا جوش کبھی دیکھنے والے کو بھول نہ سکتا تھا۔ لوگ چاروں طرف سے بیعت کے لئے ٹوٹے پڑتے تھے۔ اور یوں نظر آتا تھا کہ خدائی فرشتے لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر منشاء ایزدی کی طرف کھینچ لارہے ہیں۔ اس وقت شوق کا یہ عالم تھا کہ لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے۔ چاروں طرف سے آواز اُٹھ رہی تھی کہ حضورؐ! ہماری بیعت قبول کریں۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے چند لمحات کے تامّل کے بعد جس میں ایک عجیب قسم کا تامّل تفکر تھا، فرمایا مجھے تو بیعت کے الفاظ بھی یاد نہیں۔ اس پر مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ نے کہا میں بیعت کے الفاظ بولتا جاتا ہوں۔ آپ ان کو دُہراتے ہوئے لوگوں کی بیعت لینا قبول کریں۔

غرض جب حاضر الوقت لوگوں کا اصرار بڑھا تو آپ نے پوری ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے اپنا ہاتھ بیعت لینے کے لئے بڑھایا اور بیعت شروع ہوگئی۔ الفاظِ بیعت کا سُننا تھا کہ یک لخت مجلس پر ایک سناٹا چھا گیا۔ جو لوگ قریب نہیں پہنچ سکتے تھے انہوں نے اپنی پگڑیاں پھیلا کر یا ایک دوسرے کی پیٹھوں پر ہاتھ رکھ کر بیعت کے الفاظ دُہرائے[۱]۔ اور اس طرح خدا کے مسیح کی یہ پیشگوئی مکرّر بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی کہ "میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"۔

بیعت کے بعد لمبی دعا ہوئی۔ پھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک روح پرور اور سکینت بخش تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا:۔

"دوستو! میرا یقین اور کامل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ میرے پیارو! پھر میرا یقین ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ میرا یقین ہے کہ آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آسکتا جو آپ کو دی ہوئی شریعت میں سے ایک شوشہ بھی منسوخ کر سکے۔ میرے پیارو! میرا وہ محبوب آقا سید الانبیاءؐ ایسی عظیم الشان شان رکھتا ہے کہ ایک شخص اس کی غلامی میں داخل ہو کر کامل اتباع اور وفاداری کے بعد نبیوں کا رتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ایسی شان اور عزت ہے کہ آپ کی سچی غلامی میں نبی پیدا ہو سکتا ہے یہ میرا ایمان ہے اور پورے یقین سے کہتا ہوں۔ پھر میرا یقین ہے کہ قرآن مجید وہ پیاری کتاب ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ اور وہ خاتم الکتب اور خاتم شریعت ہے۔ پھر میرا یقین کامل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہی نبی تھے جس کی خبر مسلم میں ہے اور وہی امام تھے جس کی خبر بخاری میں ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ شریعت اسلامی میں کوئی حصہ منسوخ نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اعمال کی اقتداء کرو۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں اور کامل تربیت کا نمونہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوسرا جو اجماع ہوا وہ خلافتِ حقّہ راشدہ کا سلسلہ ہے خوب غور سے دیکھ لو اور تاریخ اسلام میں پڑھ لو کہ جو ترقی اسلام کی خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئی، جب وہ خلافت محض ملوکیت کے رنگ میں تبدیل ہوگئی تو گھٹتی گئی۔ یہاں تک کہ اب جو اسلام اور اہلِ اسلام کی حالت ہے تم دیکھتے ہو۔ تیرہ سو سال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس منہاجِ نبوت پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے موافق بھیجا اور اُن کی وفات کے بعد وہی سلسلہ خلافتِ راشدہ کا چلا۔ حضرت خلیفۃ المسیح مولانا نور الدین صاحب اُن کا درجہ اعلیٰ علیین میں ہو۔ اللہ تعالیٰ کروڑوں کروڑ رحمتیں اور برکتیں اُن پر نازل کرے۔ جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اُن کے دل میں بھری ہوئی اور اُن کے رگ و ریشہ میں جاری تھی۔ جنت میں بھی اللہ تعالیٰ اُنہیں پاک وجودوں اور پیاروں کے قرب میں اکٹھا کرے۔ اس سلسلہ کے پہلے خلیفہ تھے اور ہم سب نے اسی عقیدہ کے ساتھ اُن کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ پس جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا، اسلام مادی اور رُوحانی طور پر ترقی کرتا رہے ......

میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میرے دل میں ایک خوف ہے اور اپنے وجود کو بہت ہی کمزور پاتا ہوں۔ حدیث میں آیا ہے کہ تم اپنے غلام کو وہ کام مت بتاؤ جو وہ کر نہیں سکتا۔ تم نے اس وقت مجھے غلام بنانا چاہا ہے تو وہ کام مجھے نہ بتانا جو میں نہ کر سکوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کمزور اور گنہگار ہوں، میں کس طرح دعویٰ کر سکتا ہوں کہ دُنیا کی ہدایت کر سکوں گا۔ اور حق اور راستی کو پھیلا سکوں گا۔ ہم تھوڑے ہیں اور اسلام کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم اور غریب نوازی پر ہماری اُمیدیں بے انتہا ہیں۔ تم نے یہ بوجھ مجھ پر رکھا ہے تو سُنو! اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے میری مدد کرو۔ اور وہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور فرمانبرداری میں میری اطاعت کرو۔ میں انسان ہوں اور کمزور انسان۔ مجھ سے کمزوریاں ہوں گی تو تم چشم پوشی کرنا۔ تم سے غلطیاں ہوں گی تو میں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر سمجھ کر عہد کرتا ہوں کہ میں چشم پوشی اور درگزر کروں گا۔ اور میرا اور تمہارا متحدہ کام اس سلسلہ کی ترقی اور اس سلسلہ کی غرض و غایت کو عملی رنگ میں پیدا کرنا ہے۔ پس اب جو تم نے میرے ساتھ ایک تعلق پیدا کیا ہے اس کو وفاداری سے پورا کرو۔ تم مجھ سے اور میں تم سے چشم پوشی خدا کے فضل سے کرتا ہوں گا۔

---

[۱] آئینہ صداقت صفحہ ۱۰۹، خلافتِ ثانیہ کا قیام صفحہ ۳۶۔

تمہیں امر بالمعروف میں میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنی ہوگی ...... ہاں میں پھر کہتا ہے اور پھر کہتا ہوں کہ امر معروف میں میری خلاف ورزی نہ کرنا۔ اگر اطاعت اور فرمانبرداری سے کام لوگے اور اس عہد کو مضبوط کروگے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ کا فضل ہماری دستگیری کرے گا۔ اور ہماری متحدہ دُعائیں کامیاب ہوں گی ..... جس کام کو مسیح موعودؑ نے جاری کیا تھا اپنے موقع پر وہ امانت میرے سپرد ہوئی ہے۔ پس دُعائیں کرو۔ اور تعلقات بڑھاؤ اور قادیان آنے کی کوشش کرو اور بار بار آؤ۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا ہے اور بار بار سُنا ہے کہ جو یہاں بار بار نہیں آتا اندیشہ ہے کہ اس کے ایمان میں نقص ہو۔ اسلام کا پھیلانا ہمارا پہلا کام ہے۔ مل کر کوشش کرو تاکہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں اور فضلوں کی بارش ہو۔ میں پھر تمہیں کہتا ہوں، پھر کہتا ہوں اور پھر کہتا ہوں، اب جو تم نے بیعت کی ہے اور میرے ساتھ ایک تعلق حضرت مسیح موعودؑ کے بعد قائم کیا ہے، اُس تعلق میں وفاداری کا نمونہ دکھاؤ اور مجھے اپنی دُعاؤں میں یاد رکھو۔ میں ضرور تمہیں یاد رکھوں گا۔ ہاں یاد رکھتا بھی رہا ہوں۔ کوئی دُعا میں نے آج تک ایسی نہیں کی جس میں میں نے سلسلہ کے افراد کے لئے دُعا نہ کی ہو۔ مگر اب آگے سے بھی زیادہ یاد رکھوں گا۔ مجھے کبھی پہلے بھی دُعا کے لئے کوئی ایسا جوش نہیں آیا جس میں احمدی قوم کے لئے دُعا نہ کی ہو۔ پھر سُنو کہ کوئی کام ایسا نہ کرو جو اللہ تعالیٰ کے عہد شکن کیا کرتے ہیں۔ ہماری دُعائیں یہی ہوں کہ ہم مسلمان جئیں اور مسلمان مریں۔ آمین[1]"

دُعا اور تقریر کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے شمالی میدان میں قریباً اڑھائی ہزار اشکبار مخلصین جماعت کے ساتھ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اور پھر آپ کی معیّت میں حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کی نعش مبارک کو لے کر بہشتی مقبرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہاں پہنچ کر اس مبارک وجود کو ہزاروں دُعاؤں کے ساتھ اس کے محبوب آقا کے پہلو میں دفن کیا۔

حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے وصال کے ساتھ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک اور زرّیں باب بند ہوا۔ اور ایک اور زرّیں باب کھُلا۔ اگرچہ مذہبی قوموں کی زندگی میں بھی عظیم مخلص رہنما بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں اور قومی تاریخ کے اوراق پر اپنی عظمت کے انمٹ نقوش ثبت کر جاتے ہیں۔ لیکن قومیں اُن کی زندگی سے زندگی تو پاتی ہیں، اُن کے مرجانے سے مر نہیں جاتیں۔ بلکہ ایک عرب شاعر کے اس لازوال شعر کے مصداق ایک کے بعد دُوسرا عظیم سردار اُن کے جھنڈے کو مضبوط ہاتھوں میں تھامے ہوئے اُن کی رہنمائی کے لئے آگے ہی آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ زندہ قوموں کی کیسی سچّی اور پاکیزہ تصویر اس شعر میں کھینچی گئی ہے کہ ؎

اذا سیّد منّا خلا قام سیّد
قئوول لما قال الکرام فعول

یعنی جب ہم میں سے ایک سردار گزر جاتا ہے تو اس کی جگہ ویسا ہی ایک دُوسرا اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ قوم کے صاحبِ اکرام بزرگوں نے جو اچھی باتیں کہی تھیں، وہ ویسی ہی اچھی باتیں بڑی کثرت سے کہتا ہے۔ اور گفتار کا غازی نہیں بنتا بلکہ کردار کا بھی غازی ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ہر باب جو ایک دَور پر بند ہوتا اور ایک نئے دَور پر کھُلتا ہے، اس شعر کی صداقت پر مُہرِ تصدیق ثبت کرتا چلا جاتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے بڑے مشکل مقام پر قدم رکھا تھا۔ لیکن اپنی کمزور صحت، دُکھتے بدن اور بُڑھاپے کے عوارض کے باوجود بڑی جوانمردی، ہمّت، استقلال اور غیر متزلزل توکّل کے ساتھ خلافتِ مسیح موعودؑ کی عظیم ذمّہ داریوں کو نباہا۔ فتنوں کی آندھیاں چلیں، آپ کے پائے ثبات کو ایک ذرا سی لغزش بھی نہ دے سکیں۔ اور خلافتِ احمدیّہ کی جو عظیم امانت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے سپرد کی گئی تھی اُس کے تقدّس پر آپ نے آنچ نہ آنے دی۔ آپ کے وصال پر آج ساٹھ برس گزر چکے ہیں۔ لیکن آج بھی احمدیت کے بلند و بالا گنبدوں سے آپ کے ان پُرشوکت الفاظ کی بازگشت سُنائی دیتی ہے کہ :—

- خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے۔
- خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔
- جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔
- مجھے تم میں سے کسی کا خوف نہیں اور بالکل نہیں، ہاں میں صرف خُدا ہی کا خوف رکھتا ہوں۔
- اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں، تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔
- مجھ کو نہ کسی انجمن نے (خلیفہ) بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔
- یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی، رافضیوں کا عقیدہ ہے، اس سے توبہ کرلو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا خلیفہ بنایا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔
- خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے ...... میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اُس کو آپ کھڑا کر دے گا۔
- مجھے خُدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور نہ اب تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے اگر زیادہ زور دوگے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔

وہ خالد کون تھا جس کی تیغِ بُرّاں خلافتِ احمدیہ کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے شہب آسمانی کی طرح چمکتی اور ہر شیطانِ مارد کو دھتکار رہی تھی۔ یہ وُہی ایاز نور تھا جو بعد میں تاریخ احمدیت کے اُفق پر محمودؓ بن کر اُبھرا اور باون برس تک مسندِ خلافت پر جلوہ افروز رہا۔"

(سوانح فضل عمرؓ جلد اوّل صفحہ ۳۳۷ تا ۳۴۴)

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

ایک مبشر رؤیا!

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے ۱۹۱۹ء میں جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر ایک پُر معارف تقریر ارشاد فرمائی جس میں حضورؓ نے فرمایا :—

"ان بشارتوں میں سے ایک یہ ہے کہ میں نے دیکھا کہ میں بیت الدعا میں بیٹھا تشہد کی حالت میں دُعا کر رہا ہوں کہ الٰہی میرا انجام ایسا ہو جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ کا ہوا۔ پھر جوش میں آکر کھڑا ہو گیا ہوں اور یہی دُعا کر رہا ہوں کہ دروازہ کھُلا ہے اور میر محمد اسماعیل صاحب اس میں کھڑے روشنی کر رہے ہیں۔ اسماعیل کے معنی ہیں خدا نے سُن لی۔ اور ابراہیمی انجام سے مُراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انجام ہے کہ اُن کے فوت ہونے پر خُدا تعالیٰ نے حضرت اسحٰقؑ اور حضرت اسماعیلؑ دو قائم مقام کھڑے کر دیئے۔ یہ ایک طرح کی بشارت ہے جس سے آپ لوگوں کو خوش ہو جانا چاہیئے۔"

(عرفانِ الٰہی صفحہ ۱۹)

یہ مبشر رؤیا حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ لفظ بہ لفظ پورا ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک ؕ

مرسلہ :— مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ سلسلہ حیدر آباد۔

[1] الفضل ۲۱ر مارچ ۱۹۱۴ء۔

سیدنا حضرت فضلِ عمرؓ کے تنظیمی کارنامے

از محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی فاضل ناظر اُمورِ عامہ قادیان

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ ثانی اور آپؑ کی مبشر اولاد میں سے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق تھے۔ "مُصلح موعود" کے لفظ کے اندر یہ پیشگوئی مستور تھی کہ وہ جماعت کے لوگوں کی صحیح رنگ میں تربیت کریگا۔ اندرونی اور بیرونی فتنوں کا قلع قمع کرے گا۔ اور نظامِ جماعت کو مضبوط کرے گا۔ چنانچہ ۱۹۱۴ء میں جب حضرت سیدنا فضل عمرؓ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے تو حضورؓ نے غیر مبائعین کے فتنہ کا بڑی اُولو العزمی سے مقابلہ کیا جماعت کو عقائدِ حقہ پر گامزن فرمایا۔ اور نظامِ خلافت کو مستحکم کر کے منصبِ خلافت کا صحیح احترام دلوں میں قائم فرمایا۔

تنظیمی کارنامے

سیدنا حضرت فضلِ عمرؓ کی ہدایات کے مطابق جماعت کے نظم و نسق میں تبدیلیاں ہوئیں۔ جماعتی کاموں کو بہترین رنگ میں سرانجام دینے کے لئے نظارتوں کا قیام عمل میں آیا۔ اور جماعتی تنازعات کو حل کرنے کے لئے نظارت دارالقضاء کا اجراء ہوا۔ اور ۱۹۲۲ء سے سالانہ مجلس مشاورت شروع ہوئی تاکہ احبابِ جماعت کے مشورہ سے کام ہوں۔ کیونکہ حدیث نبوی صلعم میں آیا ہے، لاخلافۃ الا بالمشورۃ کہ نظامِ خلافت کے لئے جماعتی مشورہ کی ضرورت اور اس کی خاص اہمیت ہے۔

تربیتی مجالس کا قیام

کوئی جماعت زندہ اور فعّال نہیں کہلا سکتی جب تک اس جماعت کے افراد مرد و زن کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کا انتظام نہ ہو۔ اور ان میں قومی رُوح نہ پھونکی جائے۔ سیدنا حضرت فضلِ عمرؓ نے افرادِ جماعت کی تربیت و اصلاح اور روحانی ترقی کے لئے اُن کو مختلف مجالس میں تقسیم کردیا۔ چالیس سال سے زائد عمر کے افراد کے لئے مجلس انصار اللہ قائم فرمائی۔ بچوں اور چالیس سال کے اندر کے افراد کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس اطفال الاحمدیہ قائم فرمائی۔ مستورات کی تربیت کے لئے لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں آیا۔ ان مجالس کا قیام حضرت مُصلح موعودؓ کا ایک شاندار تنظیمی کارنامہ ہے جس کے خوشکن نتائج اور شیریں ثمرات جماعت اور دُنیا دیکھ رہی ہے۔

جماعتی ذیلی تنظیموں کی اہمیت

حضرت مُصلح موعودؓ جماعت کی ہر چہار تنظیموں کی اہمیت کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

(ا) ــ "میری غرض انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم سے یہ ہے کہ عمارت کی چاروں دیواروں کو مکمل کردوں۔ ایک دیوار انصار اللہ ہیں۔ دُوسری دیوار خدام الاحمدیہ ہیں۔ تیسری دیوار اطفال الاحمدیہ ہیں اور چوتھی دیوار لجنات اماءاللہ ہیں۔ اگر یہ چاروں دیواریں ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں تو یہ لازمی بات ہے کہ کوئی عمارت کھڑی نہیں ہو سکے گی۔ عمارت اُس وقت مکمل ہوتی ہے جب اُس کی چاروں دیواریں آپس میں جُڑی ہوئی ہوں۔"

(الفضل مطبوعہ ۳۰ جولائی ۱۹۴۵ء)

(ب) ــ "خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ اس نظام کی کڑیاں ہیں۔ اور اُن کو اس لئے قائم کیا گیا ہے تاکہ وہ نظام کو بیدار رکھنے کا باعث ہوں۔ اگر ایک طرف نظارتیں جو نظام کی قائم مقام ہیں عوام کو بیدار کرتی ہیں۔ دوسری طرف خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ جو عوام کے قائم مقام ہیں نظام کو بیدار کرتے رہیں تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کسی وقت جماعت کُلّی طور پر گر جائے اور اس کا قدم ترقی کی طرف اُٹھنے سے رُک جائے۔ جب بھی ایک غافل ہوگا دُوسرا اُسے جگانے کے لئے تیار ہوگا جب بھی ایک سُست ہوگا دوسرا اُسے ہوشیار کرنے کے لئے آگے نکل آئے گا۔ کیونکہ وہ دونوں ایک ایک حصہ کے نمائندہ ہیں۔ ایک نمائندہ ہیں نظام کے اور ایک نمائندہ ہیں عوام کے۔" (الفضل ۱۷ نومبر ۱۹۴۳ء)

(ج) ــ "صرف ان مجالس میں شامل ہونا کافی نہیں بلکہ اپنے اعمال ان مجالس کے اغراض و مقاصد کے مطابق ڈھالنے چاہئیں۔ خدام الاحمدیہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال سے خدمتِ احمدیت کو ثابت کریں۔ انصار اللہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال سے دینِ اسلام کی نُصرت نمایاں طور پر کریں۔ اور اطفال الاحمدیہ کا فرض ہے کہ ان کے اعمال اور اُن کے اقوال تمام کے تمام احمدیت کے قالب میں ڈھلے ہوئے ہوں۔ جس طرح بچہ اپنے ماں باپ کے کمالات کو ظاہر کرتا ہے اسی طرح وہ احمدیت کے کمالات کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ یہی غرض اس نظام کو قائم کرنے کی ہے۔ اور یہی غرض انبیاء کی جماعتوں کے قیام کی ہُوا کرتی ہے۔"

(الفضل ۱۲ ستمبر ۱۹۶۱ء)

ذیلی تنظیموں اور مرکزی نظام کا باہمی تعلق

مرکزی نظام کی نمائندہ لوکل انجمنیں ہیں۔ اور افرادِ جماعت کی تربیت و اصلاح کے لئے عوام کی نمائندہ مجالس انصار اللہ۔ خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ ہیں۔ اس مرکزی نظام اور ذیلی تنظیموں میں باہمی ربط و تعلق۔ اور اتحاد و اتفاق سے کام کرنے کے بارہ میں حضرت مُصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

(ا) ــ "خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ دونوں مقامی انجمن کے بازو ہیں۔ اور ہر شخص کو خواہ وہ خدام الاحمدیہ میں شامل ہو یا انصار اللہ میں۔ اپنے آپ کو محلہ کی یا اپنے شہر کی یا اپنے ضلع کی انجمن کا ایک فرد سمجھنا چاہیئے۔"

(الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۴۵ء)

(ب) ــ "انصار اللہ گو تنظیم کے لحاظ سے علیحدہ ہیں۔ مگر بہرحال وہ لوکل انجمن کا ایک حصہ ہیں۔ ..... کوئی پریذیڈنٹ انصار اللہ کو بحیثیت انصار اللہ یا خدام الاحمدیہ کو بحیثیت خدام الاحمدیہ کسی کام کا حکم نہیں دے سکتا۔ وہ یہ تو کہہ سکتا ہے کہ چونکہ تم احمدی ہو اس لئے آؤ اور فلاں کام کرو۔ مگر وہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ آؤ انصار! یہ کام کرو۔ یا آؤ خدام! یہ کام کرو۔ خدام کو خدام کا زعیم مخاطب کر سکتا ہے۔ اور انصار کو انصار کا زعیم مخاطب کر سکتا ہے۔ مگر چونکہ لوکل انجمن ان دونوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ انصار بھی اس میں شامل ہوتے ہیں اور خدام بھی اس میں شامل ہوتے ہیں اس لئے گو وہ بحیثیت جماعت خدام اور انصار کو کوئی حکم نہ دے سکے مگر وہ ہر خادم اور انصار کے ہر ممبر کو ایک احمدی کی حیثیت سے بُلا سکتا ہے۔ اور خدام اور انصار دونوں کا فرض ہے کہ وہ اس کے احکام کی تعمیل کریں۔" (الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۴۵ء)

ذیلی تنظیموں کے قیام کی غرض

خدام الاحمدیہ (جو احمدی نوجوانوں کی مجلس ہے) کے قیام کے بارہ میں حضرت مُصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"مَیں نے متواتر جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی ..... اور وہ اصلاح اسی رنگ میں ہو سکتی ہے کہ نوجوانوں کو اس امر کی تلقین کی جائے کہ وہ اپنے اندر ایسی رُوح پیدا کریں کہ اسلام اور احمدیت کا حقیقی مغز اُنہیں میسّر آ جائے۔"

(الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۸ء)

نیز فرمایا:۔

"نوجوانوں کو توجہ دلاتا ہُوں کہ وہ اپنی حالت سُدھاریں اور دین کی خدمت کے لئے تقویٰ اور سعی سے کام لینے کی طرف توجہ کریں۔ آج اسلام غُربت میں ہے۔ اور اگر آج کوئی جماعت اسے قائم نہ کرے تو تھوڑے عرصہ میں کوئی اس کا نام لیوا بھی باقی نہ رہے گا ..... جماعت کے نوجوانوں کو ..... توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے دلوں میں ایک عزم اور ارادہ لیکر کھڑے ہوں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو حاصل کرنا ہے۔ اور اس طرز پر اپنی زندگیاں گزاریں کہ ان کا وجود ہی خدا تعالیٰ کا نشان بن جائے۔ یہ نہ ہو کہ صرف اُن کی زبانیں نشانات بیان کریں بلکہ ایسا ہو کہ اُن کے جسم ہی خدا تعالیٰ کا نشان بن جائیں۔ اور یہ کچھ بعید نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اُن کے لئے بھی اپنے فضلوں کے دروازے ویسے ہی کُھلے رکھے ہیں جیسے اُن سے پہلوں کے لئے کھولے گئے تھے۔" (الفضل ۱۳ اپریل ۱۹۳۹ء)

مجلس انصار اللہ کے کام کے بارے میں حضرت مسیح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"ان سے وہی کام لیا جائے گا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے لیا گیا۔ یعنی کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں میں تبلیغ کریں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو قرآن و حدیث پڑھائیں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کریں۔ کچھ اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ تعلیم و تربیت کا کام کریں۔ اور کچھ "یزکیھم" کے دُوسرے معنوں کے مطابق اس بات پر مقرر کئے جائیں گے کہ وہ لوگوں کی دُنیوی ترقی کی تدابیر عمل میں لائیں۔" (الفضل [illegible])

حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت کو من حیث الجماعت اپنی اولاد اور نسل کی اصلاح و تربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ سلسلہ اچھے نام کے ساتھ اور حقیقی معنوں میں قائم رہے تو ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنی آئندہ نسل کو متقی اور محنتی بنائیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ مارچ ۱۹۴۵ء)

خدا کرے کہ افرادِ جماعت مرد و زن خواہ وہ کسی ذیلی تنظیم سے تعلق رکھتے ہوں وہ حضرت سیدنا فضلِ عمر رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا ارشادات کو پیشِ نظر رکھیں اور اپنے اندر ایک نیک تبدیلی پیدا کریں اور پُورے جذبہ اور لگن سے خدمتِ دین اور اشاعتِ اسلام کے کاموں میں حصہ لیں۔ اپنی اور اپنی اولاد کی اصلاح و تربیت کی طرف پُوری توجہ دیں۔ تاکہ دوسروں کی نگاہ میں بھی سلسلہ کا وقار اور اس کی عظمت قائم اور بلند ہو۔ آمین

واٰخر دعوٰنا ان الحمد

للہ ربّ العالمین

مفسرین قرآن کے بالمقابل حضرت مُصلح موعودؓ کی تفسیر قرآن کی برتری

از محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

قرآن مجید وہ پاک کتاب ہے جو ایسے وقت میں دنیا میں نازل ہوئی ہے جب قسم ہا قسم کے فسادات دنیا میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور بے شمار اعتقادی اور عملی غلطیاں رائج ہو گئی تھیں۔ ایسے زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی اصلاح اور تمام عقائد باطلہ کی تردید کے لئے قرآن مجید جیسی کامل کتاب بھیجی۔ اور پھر قرآن مجید کی تعلیم نے اثر بھی ایسا دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی۔ اور لاکھوں سینوں پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا نقش جما دیا۔ حتیٰ کہ سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی قرآن مجید کی متابعت کے نتیجہ میں مُسلمان آسمانی برکتوں اور ربانی نشانوں سے بہرہ ور ہوتے رہے۔ اور اسی پاک کلام کی برکت سے انوارِ الٰہیہ کا ظہور اُن پر ہوتا رہا۔

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ مُسلمانوں نے قرآن مجید کو پسِ پشت ڈال دیا۔ اور رُوحانی لحاظ سے ایسا تاریک زمانہ آیا کہ مسلمانوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ قرآن مجید کے حقائق و معارف جو کُھلنے تھے وہ پہلے بزرگوں پر کُھل گئے، اب قرآن پاک کے حقائق کسی پر نہیں کُھلیں گے۔ اور معارف کا یہ خزانہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا۔

اس تاریک زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت امام مہدی علیہ السلام کو مبعوث فرما کر علوم قرآن کے انکشاف کے ایک انقلابی دَور کا آغاز کیا۔ سیدنا حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کی سیرت و سوانح کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپؑ کو قرآن مجید سے ایک والہانہ عشق تھا جس کی نظیر زمانۂ نبویؐ کے بعد گذشتہ تیرہ صدیوں میں کہیں نہیں ملتی۔ اور آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی خاص مدد سے کتاب اللہ کی عظمت کو دُنیا میں ظاہر کیا۔ آپؑ کے قلب صافی میں انوارِ قرآن کا ایک سمندر موجزن تھا۔ آپؑ کی باطنی کیفیت کا اندازہ صرف اس ایک شعر سے ہی بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں ؎

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

حضرت امام مہدی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ بھی دُعائیں کیں کہ آپؑ کے بعد بھی کوئی ایسا عاشقِ قرآن پیدا ہو جو ان قرآنی حقائق و معارف کو دُنیا میں پھیلائے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دُعاؤں کو قبول فرمایا اور آپؑ کو بذریعہ الہام یہ بشارت دی کہ وہ آپؑ کو ایک ایسا جلیل القدر فرزند عطا فرمائے گا جس سے قرآن مجید کا مرتبہ ظاہر ہو گا۔ چنانچہ بذریعہ الہام یہ خوشخبری آپؑ کو ان الفاظ میں دی گئی:-

"اَے مُظفر تجھ پر سلام۔ خُدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں مَوت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔"

چنانچہ اس بشارت کے مطابق مُصلح موعود کی شکل میں ایک عظیم لڑکا آپ کو دیا گیا جس کے متعلق الہام الٰہی میں یہ بھی درج تھا کہ وہ موعود لڑکا "علُوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا"۔ یہ موعود فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا وجود باجود تھا۔ آپ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ارضِ مقدسہ قادیان میں پیدا ہوئے۔ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔ اور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء کو آپؓ کا انتقال پُر ملال ہُوا۔ آپؓ نے پچاس سالہ عہدِ خلافت میں قرآن مجید کے علوم و حقائق کا ایک دریا بہا دیا۔ آپؓ کے قلم مبارک سے قرآن مجید کی ایمان افروز تفاسیر شائع ہوئیں جن میں تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر علمِ تفسیر کا عظیم شاہکار ہیں۔

موجودہ زمانہ کے لحاظ سے آپؓ کی ان تفاسیر میں بعض نہایت ہی ایمان افروز جدید باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اور بعض پہلو ایسے نمایاں ہیں جو سابقہ اُن تفاسیر میں جو رُوحانی لحاظ سے تاریک صدیوں میں لکھی گئیں بیان نہیں کئے گئے۔ مثلاً:-

(ا) اس زمانہ میں مستشرقین کا ایک ایسا گروہ پیدا ہُوا جنہوں نے اسلام اور قرآن مجید پر فلسفیانہ رنگ میں حملے کئے۔ ان میں نولڈیک تھیوڈور (NOLDEK THEODOR) ریورنڈ ویری (REVREND VERY) سر ولیم میور (SIR WILLIAM MUIR) جے ایم راڈول (J. M: RODALL) مسٹر آرنلڈ (MR. ARNOLD) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ کی قرآن مجید کی بیان فرمودہ تفسیر اس زمانے کی منفرد اور واحد تفسیر ہے جس میں مذکورہ مستشرقین کے اعتراضات کا مُسکت اور مدلّل جواب دیا گیا ہے۔

مثال کے طور پر سُورۃ بقرہ کی ترتیب میں بڑی دقتیں محسوس کی جاتی ہیں۔ اور بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس کے مضامین میں کوئی ترتیب نہیں اور مستشرقین نے بھی اس سُورت کے مضامین پر بے ترتیبی کے اعتراضات کئے ہیں۔ کہیں بنی اسرائیل کا ذکر ہے کہیں نماز اور روزے کا۔ کہیں طلاق کا۔ کہیں ابراہیم علیہ السلام کے مباحثات کا۔ غرضیکہ ایک بے ربط سی سُورت ہے۔ اور ان واقعات کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں۔ حضورؓ نے تفسیر کبیر میں اس سُورۃ کے مضامین کی ترتیب کو نہایت ہی عمدگی سے بیان کیا ہے جس پڑھ کر انسان عش عش کر اُٹھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے حضورؓ کو اس پُوری سُورۃ کے مضامین کا باہمی ربط سکھلایا اور اس کے مضامین کو سمجھنے کے لئے ایک کلید آپؓ کو عطا فرمائی۔ اس کی بابت حضرت مُصلح موعودؓ خود بیان فرماتے ہیں کہ

"حضرت (مولانا نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ) کی زندگی کا واقعہ ہے کہ منشی فرزند علی صاحب نے مجھ سے کہا کہ مَیں تم سے قرآن پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس وقت اس سے اس قدر واقفیت نہ تھی مَیں نے عذر کیا مگر انہوں نے اِصرار کیا۔ میں نے سمجھا کوئی منشاء الٰہی ہے۔ آخر میں نے اُن کو شروع کرا دیا۔ ایک دن پڑھا رہا تھا کہ میرے دل میں بجلی کی طرح ڈالا گیا کہ آیت رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ الخ (سُورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۳۰) سُورۃ بقرہ کی کلید ہے۔ اور اس سُورۃ کی ترتیب کا راز اس میں رکھا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی سُورۃ بقرہ کی ترتیب پُورے طور پر میری سمجھ میں آگئی۔" (منصبِ خلافت صفحہ ۲۶)

زمانۂ حال کے مفسرین جن میں جماعتِ اسلامی کے بانی مولوی مودودی صاحب بھی شامل ہیں، قرآن مجید کی ترتیب کے مضمون کو حل نہیں کر سکے۔ مودودی صاحب نے تو تفہیم القرآن میں قرآن مجید کی ترتیب کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے یہاں تک لکھ دیا کہ قرآن مجید میں نہ تصنیفی ترتیب پائی جاتی ہے نہ کتابی اسلوب پایا جاتا ہے۔ (تفہیم القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۵)۔ اس کے بالمقابل سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:-

"میرا ترجمہ (قرآن مجید) اور میری تفسیر ہمیشہ ترتیب آیات اور ترتیب سُوَر کے ماتحت ہوتی ہے۔ اور یہ لازمی بات ہے کہ جو شخص اس نکتہ کو مدنظر رکھے گا وہ فوراً یہ نتیجہ نکال لے گا کہ اس ترتیب کے ماتحت فلاں فلاں آیات کے کیا معنی ہیں۔"

(۲) قرآن مجید نے سابقہ انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کی ہے۔ اور ان پر ایمان لانے کی تلقین فرمائی ہے اور ساتھ ہی ان انبیائے کرام کی معصومیت کا بھی اقرار کرتے ہوئے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام کا یہ گروہ صالحین، نیک اور پاک لوگوں میں سے تھا جبکہ سابقہ مفسرین کرام نے بائیبل کے واقعات کو سامنے رکھتے ہُوئے بعض انبیاء علیہم السلام کی طرف ایسی باتوں کو منسُوب کیا جو اُن کے نیک، صالح اور معصوم عن الخطاء ہونے کے خلاف تھیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف تین جھوٹ منسُوب کئے گئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرف یہ منسُوب کیا گیا کہ وہ نعوذ باللہ زلیخا کے ساتھ زنا کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نعوذ باللہ ملکۂ سبا کے بارہ میں بد نیتی کی۔ حضرت لُوط علیہ السلام کا نعوذ باللہ اپنی لڑکیوں کو بُرے کام کے لئے پیش کرنا وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی تفسیر کبیر و صغیر میں ان واقعات کی ایسی بہترین تفسیر فرمائی ہے کہ کسی نبی پر کوئی الزام ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی کسی پاک نبی کی عصمت داغدار ہوتی ہے۔ چنانچہ مولانا نیاز فتحپوری پر حضورؓ کی تفسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد جو اثر ہُوا اس کا اظہار اپنے ایک مکتوب میں جو سیدنا مُصلح موعودؓ کی خدمت میں آپ نے تحریر کیا ان الفاظ میں کرتے ہیں:-

"حضرت کی تفسیر کبیر جلد سوم آجکل میرے سامنے ہے۔ مَیں اسے بڑی نگاہ غائر سے دیکھ رہا ہُوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعۂ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویۂ فکر آپ نے پیدا کیا ہے۔ اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حُسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کا تبحرِ علمی۔ آپ کی وسعتِ نظر۔ آپ کی غیر معمولی فراست۔ آپ کا حُسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک اس سے بے خبر رہا۔ کاش مَیں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔ کل سُورۃ ھُود کی تفسیر میں حضرت لُوط پر آپ کے خیالات معلوم کر کے جی پھڑک گیا۔ اور بے اختیار یہ خط لکھنے پر مجبُور ہو گیا۔ آپ نے ھٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ کی تفسیر کرتے ہُوئے عام مفسرین سے بحث کا جو پہلو اختیار کیا ہے اس کی داد دینا میرے امکان میں نہیں۔"

(مکتوب محررہ ۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء از نگار بلڈنگ۔ لکھنؤ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے پچاس سالہ عہدِ خلافت میں قرآن مجید کے بارے میں معرکۃ الآراء اور ایمان افروز مضامین اور تفاسیر تحریر فرمائیں۔ قارئین کرام قرآن مجید کے ان معارف اور حقائق پر آگاہی کے لئے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفاسیر کا مطالعہ کر کے اپنی رُوحانی تشنگی کو دُور فرمائیں ــــ!!

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

مِلّت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے!

از مکرم مُنیر احمد صاحب باقی۔ سیکرٹری تحریکِ جدید۔ جماعتِ احمدیہ۔ کلکتہ

تصورات کی دُنیا حدود و قیود سے آزاد اور بلند ہوتی ہے۔ میرا تخیل مجھے آج خدا تعالیٰ کے دربار میں لے گیا۔ یہاں وہ احباب حاضر ہیں جنہوں نے حضرت المصلح الموعودؓ کا زمانہ پایا۔ آپؓ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور آپؓ کے رُوح پرور خطبات اور تقاریر سے محظوظ ہوتے رہے۔ اس جماعت کی کسی حقیر خدمت پر خدا تعالیٰ خوشی کا اظہار فرماتا ہے۔ اور اپنے بندوں سے کہتا ہے کہ آج مانگو! جو مانگنا ہے۔ تو میری چشمِ تصور دیکھتی ہے کہ مومنین کے اس طائفہ کی مشترکہ درخواست اور متفقہ میمورنڈم یہی ہوگا کہ مولیٰ کریم! پروردگار! ایک مرتبہ پھر دُنیا میں بھیج دے۔ قادیان کی وہی راتیں ہوں اور المصلح الموعودؓ کی وہی باتیں ہوں۔ وہی مجلسِ علم و عرفان اور وہی روحانیت کا انتشار!!!

خدا تعالیٰ نے اپنے وعدوں کے مطابق حضرت المصلح الموعودؓ کو لاکھوں عشاق عطا فرمائے۔ ایک یہ خاکسار جب حضورؓ پر عاشق ہوا تو میری عمر صرف پانچ سال تھی۔ اخبار الفضل اور دوسرے دینی رسائل ہمارے دوکان پر آتے تھے۔ والد صاحب مرحوم (میاں محمد صدیق صاحب بانی) شام کو گھر آتے تو ان اخبارات و رسائل سے حضورؓ کا کلامِ معرفت اور احباب جماعت کو نصائح آسان زبان میں بچوں کے ذہن نشین کراتے والد صاحب کی حضورؓ سے باقاعدہ خط و کتابت تھی۔ اکثر و بیشتر جواب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا لکھا ہوا موصول ہوتا تھا۔ لیکن کبھی کبھار حضورؓ اپنے ہاتھ سے بھی خط رقم فرماتے۔ انسان کی فطرت میں خدا تعالیٰ نے یہ بات رکھ دی ہے کہ جب کسی اَن دیکھی شخصیت کا ذکر اس کے سامنے کیا جائے تو اُس شخصیت کی خوبیوں کی مناسبت سے ایک خیالی تصویر اس کے ذہن پر نقش ہوجاتی ہے۔ حضورؓ کی روزانہ تقاریر و تصنیفات سُن کر میں گویا غائبانہ عاشق ہوگیا۔ اور میرے دل و دماغ پر ایک انتہائی حسین و جمیل شخصیت کے نقوش اُبھر آئے۔

سنہ ۱۹۳۹ء کا جلسہ سالانہ سلور جوبلی کا جلسہ تھا۔ ہمیں بھی اس موقعہ پر قادیان جانے کے مواقع میسر ہوئے اس زمانہ میں جلسہ کی برکات اور فوائد کا تو علم نہ تھا۔ قادیان جانے کا مقصد صرف حضورؓ کا دیدار حاصل کرنا تھا۔ جلسہ سالانہ کے پہلے روز سردی بڑی شدت کی تھی اس لئے کسی قدر تاخیر سے جلسہ گاہ میں پہنچے۔ سٹیج سے بہت دُور جگہ ملی۔ حضورؓ افتتاحی تقریر کے لئے سٹیج پر رونق افروز تھے۔ اور کوئی دوست دُرِّ ثمین سے "محمود کی آمین" کے یہ اشعار بڑی خوش الحانی سے پڑھ رہے تھے ؎

نصرت ہے جس کو میرا، محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت، کر دُور ہر اندھیرا
دن ہوں مُرادوں والے، پُر نور ہو سویرا
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِیْ

بچپن اور سٹیج سے دُوری کے باعث میں حضورؓ کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔ اشتیاق اور بڑھ گیا۔ بالآخر وہ مبارک گھڑی آن پہنچی۔ غالباً مدرسہ احمدیہ کے چوک میں بنگال کی جماعتیں ایک لمبی قطار میں ایستادہ تھیں۔ حضورؓ نے باری باری سب کو شرفِ مصافحہ بخشا۔ جب ہماری باری آئی تو والد صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے حضورؓ کے ہاتھ میں دیدیا۔ اس وقت خاکسار نے پہلی دفعہ حضورؓ کے دیدار سے آنکھیں روشن کیں۔ مَیں نے اپنے دماغ میں حضورؓ کا جو تصور قائم کر رکھا تھا اس سے کہیں زیادہ حسین و جمیل! مصافحہ سے ایک بجلی کی رَو میرے بدن سے گزر گئی۔ خاکسار شعور کے پختہ ہونے تک بجلی کی اس رَو پر بہت حیران رہا۔ لیکن بچپن کی سمجھ [illegible] گیا۔ بعد ازاں بہت سے بزرگان سے ایسے واقعات سنے اور کتابوں میں پڑھا کہ خدا تعالیٰ کے فرستادوں اور رُوحانیت سے معمور شخصیتوں کا لمس حاصل ہونے پر بعض دفعہ بجلی کی سی رَو بدن سے گزرتی ہے جس کی لذت صرف محسوس کی جا سکتی ہے، تحریر و تقریر اس کا احاطہ کرنے سے قاصر ہے۔ سنہ ۱۹۴۱ء میں ہمارا خاندان قادیان آبسا۔ حضورؓ کی خدمت میں کئی دفعہ حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہر ملاقات کے دل پر گہرے نقوش ثبت ہیں۔ چند ذاتی مشاہدات اور یادیں ہدیۂ قارئین ہیں۔

(۱)

قادیان میں حضرت اُمِّ طاہرؓ کا وجود سراپا شفقت و محبت تھا۔ اُن سے ملنے والی ہر خاتون یہی سمجھتی تھی کہ آپؓ سب سے زیادہ مجھ ہی سے محبت کرتی ہیں۔ والدہ صاحبہ کو انہوں نے اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا۔ والدہ صاحبہ کے ہمراہ ہم بچے بھی ہفتہ میں دو تین بار حضرت ممدوحہؓ کے ہاں جاتے۔ اکثر حضرت المصلح الموعودؓ بھی وہاں تشریف فرما ہوتے۔ گھریلو ماحول میں انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ عام طور پر خدا رسیدہ بزرگان کے بارہ میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ وہ بہت خشک اور خاموش ہوتے ہوں گے۔ لیکن حضرت المصلح الموعودؓ سے زیادہ زندہ دل شخصیت مَیں نے نہیں دیکھی۔ آپ اکثر اپنی بات کی وضاحت کے لئے دلچسپ لطائف بیان فرماتے۔ جو کہ مَیں گھر آکر اپنی نوٹ بُک پر درج کرتا۔ ایک دن ہم بھائیوں نے حضرت اُمِّ طاہرؓ سے درخواست کی کہ حضورؓ کا کوئی تبرک عنایت فرمادیں۔ انہوں نے فرمایا کہ حضورؓ قصرِ خلافت میں ہیں۔ خود جاکر مانگ لو۔ چنانچہ ہم تینوں پہنچ گئے۔ حضورؓ اپنے کمرہ میں فرش پر لیٹے ہوئے تھے اور کسی کتاب کا مطالعہ فرمارہے تھے۔ السلام علیکم عرض کرنے پر اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اور اتنے تپاک اور شفقت سے حال دریافت فرمایا کہ گویا حضورؓ ہمارا ہی انتظار فرمارہے تھے۔ پوچھا بچو! کیسے آنا ہوا۔ ہم نے عرض کیا کہ کوئی تبرک عنایت فرمائیں۔ حضورؓ نے ریفریجریٹر سے تین عدد سیب نکال کر دیئے۔ اور خود پھر کتاب پڑھنے میں منہمک ہوگئے۔ ہم بھائیوں نے وہیں بیٹھ کر سیب کھالئے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضورؓ کی توجہ ہماری طرف ہوئی۔ تو فرمایا، بچو! اب کیوں بیٹھے ہو؟ خاکسار نے عرض کیا کہ تبرک کے لئے درخواست کی تھی۔ حضورؓ زیرِ لب مُسکرائے اور فرمایا کہ جو سیب کھائے وہ کیا تھا؟ بچپن کی سادگی تھی۔ ہم نے عرض کیا۔ وہ تو ہم نے کھالئے کوئی ایسی چیز دیں جو ہمارے پاس رہے۔ اس پر حضورؓ نے تین خوبصورت ٹائی ٹوپیاں عنایت فرمائیں۔ اور ہم انہیں تبرک سمجھ کر لے آئے۔ سنہ ۱۹۴۶ء کے فسادات میں کلکتہ میں ہمارا مکان جل گیا تو ان تبرکات سے ہم محروم ہوگئے۔ لیکن اپنے محبوب کے مقدس ہاتھوں سے جو سیب کھائے تھے اُن کی لذت اور شیرینی تادم واپسیں نہ بھولے گی!!

(۲)

ایک دن والدہ صاحبہ کے ہمراہ حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضورؓ نے والدہ صاحبہ سے تحریکِ جدید میں شمولیت کے متعلق سے دریافت فرمایا۔ والدہ صاحبہ نے بتایا کہ میں اور میرے صاحب سنہ ۱۹۳۴ء سے ہی اس تحریک میں بفضلہ تعالیٰ شامل ہیں۔ حضورؓ نے فرمایا کہ آپ دونوں کے متعلق مجھے علم ہے۔ میں بچوں کے بارہ میں پوچھ رہا ہوں۔ والدہ صاحبہ نے اپنے تین لڑکوں اور دو بچیوں کی طرف سے وعدے لکھائے۔ سالانہ کے حساب سے دس سال کے لئے مبلغ پانصد روپے وہیں ادا کئے۔ حضورؓ نے بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ دفتر تحریکِ جدید قصرِ خلافت کے قریب ہی تھا۔ رقم آپؓ نے وہاں بھجوادی۔ اور دو تین روز بعد حضورؓ کے دستخطوں سے مزین دس سالہ سرٹیفکیٹ ہم پانچوں بہن بھائیوں کو خود عنایت فرمائے۔ اور حضورؓ کی اس مہربانی سے ہم پانچوں اب دفترِ اوّل کے مجاہدین میں شامل ہیں۔

(۳)

سنہ ۱۹۴۳ء میں والد صاحب نے ارادہ کیا کہ قادیان میں اپنا مکان خرید کرلیں۔ مختلف محلہ جات میں مکانات دیکھے۔ بالآخر محلہ دارالبرکات میں ایک نیا تعمیر شدہ مکان پسند آیا۔ یہ اس وقت مکرم شیخ فضل حق صاحب ریلوے گارڈ کی ملکیت تھا۔ گارڈ صاحب نے کہا میں نے بڑے شوق سے اپنے اور اہل و عیال کے لئے یہ مکان بنوایا تھا۔ کسی خانگی ضرورت کے پیشِ نظر فروخت کرنا پڑ رہا ہے۔ قیمت فروخت انہوں نے بارہ ہزار روپے بتلائی لیکن یہ شرط رکھی کہ کسی سے مکان کی فروختگی کا ذکر نہ کریں۔ دو دن تک مجھے [illegible] یا NO بتلادیں۔ والد صاحب نے کہا مجھے قادیان میں مکان وغیرہ کی قیمتوں کا مطلقاً اندازہ نہیں ہے۔ آپ [illegible] دیں تاکہ میں صرف حضورؓ سے مشورہ کرلوں۔ والد صاحب مرحوم [illegible] حاضر ہوئے اور ساری بات بیان کی۔ حضورؓ نے فرمایا گارڈ صاحب کی بیٹی احمدی بیگم کی شادی ہوئی تھی تو میں بھی اس مکان میں گیا تھا۔ بڑے ہال کمرہ میں مہمانوں کو بٹھایا گیا تھا۔ والد صاحب نے عرض کیا کہ اس ہال کمرہ کے چاروں کونوں پر اتنے رقبہ کے چار کمرے ہیں۔ حضورؓ نے چند منٹ اُنگلیوں پر حساب کیا اور فرمایا کہ گارڈ صاحب نے یہ مکان ایک سال قبل بنوایا تھا میرے اندازہ کے مطابق ان کی لاگت اس مکان پر پونے گیارہ ہزار روپیہ ہے اس لحاظ سے بارہ ہزار بہت مناسب قیمت ہے۔ ہم لوگ واپس گارڈ صاحب کے یہاں آئے اور مکان کا سودا طے کرکے بیعانہ دے دیا۔ والد صاحب نے گارڈ صاحب سے کہا کہ سودا تو ہوگیا۔ اب آپ کے یہ بتلانے میں کچھ حرج نہیں ہے کہ یہ مکان بنوانے پر آپ کا کتنا خرچ آیا۔ گارڈ صاحب نے بتلایا قریباً پونے گیارہ ہزار۔ اس پر والد صاحب نے گارڈ صاحب کو حضورؓ کے ساتھ اپنی گفتگو تفصیل کے ساتھ سنائی۔ سارے موجود الوقت احباب بہت ہی خوش ہوئے۔ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی میں درج ہے "وہ علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا"۔ والد صاحب نے بتلایا میں کلکتہ میں بڑے بڑے انجینئروں سے مکانات کی مالیت کے اندازے لگواتا ہوں۔ پیمائش کی مغز ماری کے بعد بھی ان کا تخمینہ اکثر غلط ہوتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی کتنی شان سے پوری ہوئی کہ حضورؓ نے قصرِ خلافت میں بیٹھ کر صرف چند منٹ میں مکان کی مالیت کا کس قدر صحیح اندازہ بتلادیا۔

(۴)

خاکسار نے سنہ ۱۹۴۷ء میں تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ ان دنوں حضرت المصلح الموعودؓ کا قیام رتن باغ لاہور میں تھا۔ سنہ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کی وجہ سے انتہائی بے سروسامانی کا عالم تھا۔ حضورؓ کے تفکرات کئی چند ہوچکے تھے۔ لیکن ان ایام اور ایسے حالات میں بھی طلبہ پر حضورؓ غیر معمولی شفقت کا اظہار فرماتے تعلیم الاسلام کالج میں جب بھی کوئی تقریب منعقد ہوتی تو حضورؓ اکثر تشریف لاکر خطاب سے نوازتے۔ طلبہ اگر حضورؓ کی ملاقات کی غرض سے رتن باغ جاتے تو میرا اندازہ ہے کہ غالباً پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو ہدایت تھی کہ طلبہ کا خاص خیال رکھا جائے۔ اور اکثر و بیشتر انہیں ملاقات کا وقت دیا جاتا ہے۔ ۱۰ر ستمبر ۱۹۴۹ء کو طلبہ کا ایک وفد پروفیسر سلطان محمود صاحب شاہد کی قیادت میں حضورؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضورؓ غالیچہ پر تشریف فرما تھے۔ ہم بھی حضورؓ کے قدموں میں جاکر بیٹھ گئے۔ طلبہ نے اپنی اپنی نوٹ بُکیں پیش کیں۔ حضورؓ نے ان پر نصائح لکھ دیں۔ خاکسار کی ڈائری پر رقم فرمایا۔

"تقویٰ، تقویٰ اور تقویٰ اور پھر محنت، عزم اور ایثار!"

مرزا محمود احمد

ایک عظیم مصلح — ایک عظیم قائد

از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان

ایک موعود مصلح اور قائد کی عظمت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ مایوس ترین حالات میں بھی اس کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئے بلکہ جرأت و بسالت کا عظیم مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے قدم ہر آن آگے ہی آگے بڑھتے دکھائی دیں۔

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی قیادت و سیادت کے نقوش آپ کی ولادت سے بھی تین سال قبل اللہ تعالیٰ کے پاک الفاظ میں اس طرح مرتسم دکھائی دیتے ہیں۔

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا .... وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا ... نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔" (اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

حضور کے پاکیزہ بچپن کی ایک جھلک ملاحظہ ہو حضور خود فرماتے ہیں۔

"میں علمی طور پر بتاتا ہوں کہ میں نے حضرت صاحب کو والد ہونے کی وجہ سے نہیں مانا تھا بلکہ جب میں گیارہ سال کے قریب تھا تو میں نے مصمم ارادہ کیا تھا کہ اگر میری تحقیقات میں نعوذ باللہ جھوٹے نکلے تو میں گھر سے نکل جاؤں گا۔ مگر میں نے ان کی صداقت کو سمجھا اور میرا ایمان بڑھتا گیا۔ حتیٰ کہ جب آپ فوت ہوئے تو میرا یقین اور بھی بڑھ گیا۔"

(الفضل ۱۲ر جون ۱۹۴۴ء)

"دروازہ بند کر لیا اور ایک کپڑا بچھا کر نماز پڑھنی شروع کر دی اور میں اس میں خوب رویا، خوب رویا، خوب رویا اور اقرار کیا کہ اب نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا اس گیارہ سال کی عمر میں میں نے کیا عزم تھا۔ اس اقرار کے بعد میں نے کبھی نماز نہیں چھوڑی گو اس نماز کے بعد کئی سال ابھی بچپن کے باقی تھے۔ میرا وہ عزم میرے آج کے ارادہ کو شرماتا ہے۔"

(الحکم جوبلی نمبر دسمبر ۱۹۳۹ء)

یہی وہ مقدس مصلح موعود ہے جو خدا کے سائے میں جلد جلد بڑھا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب بنا۔

ایک مقدس عہد

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اولوالعزم اور جری ہونے کا ثبوت اس مقدس عہد سے بھی ملتا ہے جو حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے موقع پر کیا تھا فرمایا

"آپ کی وفات کے معاً بعد کچھ لوگ گھبرائے کہ اب کیا ہوگا .... اب سلسلہ کا کیا بنے گا؟ .... تو مجھے یاد ہے کہ میں اس وقت انیس سال کا تھا۔ مگر میں نے اسی جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ اے خدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ تو نے نازل فرمایا ہے۔ میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔" (الفضل ۲۱ر جون ۱۹۴۴ء)

یہ تھا اس مقدس وجود کا وہ عہد جسے خدا تعالیٰ نے اولوالعزم قرار دیا ہے اور جس نے زندگی کے ہر موڑ پر اس مقدس عہد کو پورا کر دکھایا۔

الفضل کا اجراء

۲۴ سال کی عمر اور نہایت ناساعد حالات میں اپنے غیر معمولی عزم کا ثبوت پیش کرتے ہوئے جون ۱۹۱۳ء میں حضور نے اخبار "الفضل" جاری فرمایا جو آج تک جماعت احمدیہ کا مرکزی روزنامہ چلا آ رہا ہے اس کے آغاز اجراء کے متعلق حضورؓ فرماتے ہیں

"خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اسی طرح تحریک کی جس طرح خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی تحریک کی تھی انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنوئیں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو جو اس زمانہ میں شاید سب سے زیادہ مذموم تھا اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کر دوں .... میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ سامان پیدا نہ کرتا تو میں کیا کرتا اور میرے لئے خدمت کا کونسا دروازہ کھولا جاتا اور جماعت میں روز مرہ بڑھنے والا فتنہ کس طرح دور کیا جا سکتا۔" (الفضل ۲۴ر دسمبر ۱۹۳۹ء)

فتنہ سے مراد پیغامیت کا فتنہ ہے جو "پیغام صلح" اخبار کے ذریعہ سے برپا کیا جا رہا تھا اور "پیغام صلح" کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے "پیغام جنگ" قرار دیا تھا۔ بہر حال اخبار الفضل بھی حضورؓ کے ذہین و فہیم اور اولوالعزم ہونے کا ایمان افروز ثبوت مہیا کر رہا ہے۔

تحریک انکار خلافت کا مقابلہ

مارچ ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا وصال ہوا۔ اور حضورؓ پچیس سال کی عمر میں مسند آرائے خلافت ہوئے اس موقعہ پر تحریک انکار خلافت اپنے اکابرین سمیت میدان مبارزت میں آ گئی۔ اس تحریک کے سربراہ مولوی محمد علی صاحب تھے جو حضور کو بچہ سمجھ کر اپنی فتح کی پیشگوئیاں کر رہے تھے۔ مولوی محمد علی صاحب کا بیان ہے کہ جس وقت ہم علیحدہ ہو رہے تھے مجھے بھی الہام ہوا تھا کہ "وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ"۔ (مجاہد کبیر ص ۲۴۳)

مگر انجام یہ ہوا کہ خود مولوی محمد علی صاحب سابق امیر غیر مبائعین کی بیگم نے لکھا کہ

"چند دوں نے مخالفت کا طوفان برپا کر دیا اور طرح طرح کے بیہودہ الزام لگائے یہاں تک بکواس کی کہ آپ نے احمدیت سے انکار کر دیا ہے اور انجمن کا مال غصب کر لیا ہے .... ان افتراءات نے آپ کی جان لے لی .... ایک وصیت لکھ کر شیخ میاں محمد صاحب کو بھیج دی کہ یہ سات آدمی جو اس فتنہ کے بانی ہیں .... اور جن کا سرغنہ مولوی صدر الدین ہے میرے جنازہ کو ہاتھ نہ لگائیں۔ اور نہ ہی نماز جنازہ پڑھائیں۔ چنانچہ اس پر عمل ہوا۔"

(میاں محمد صاحب کی کھلی چٹھی کے جواب کا تتمہ ص ۲۸)

اس وصیت کے علی الرغم ہوا یہ کہ مولوی محمد علی صاحب کے جانشین مولوی صدر الدین صاحب منتخب ہو گئے۔ پس تحریک انکار خلافت نے بھی جلد جلد بڑھنے والے کلمۃ اللہ کے مقابل پر عبرت ناک شکست کھائی۔

فتنہ احرار

۱۹۳۴ء میں فتنہ احرار جوبن پر تھا۔ مجلس احرار نے برطانوی حکومت کی پشت پناہی حاصل کر کے قادیان میں ایک بڑا جلسہ کیا جس میں احرار کے سرخیل عطاء اللہ شاہ بخاری نے بھی یہ تعلی ہانکی کہ:-

"نئے مسیح کی بھیڑو! تمہیں کوئی بچا نہیں جس سے اب سابقہ پڑا ہے یہ مجلس احرار ہے جس نے تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے۔"

اس کے مقابل پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہ ولولہ انگیز اعلان فرمایا:

"میں دیکھ رہا ہوں کہ احرار کے پاؤں تلے سے زمین نکل جا رہی ہے۔"

واقعی احراریوں کا نہ صرف قادیان سے بلکہ پورے ہندوستان سے [illegible] کی طرح خاتمہ ہو گیا۔

تحریک جدید

اولوالعزم موعود نے انہی پر آشوب ایام میں خدائی القاء کے تحت تحریک جدید کی بنیاد رکھی جس کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ زمین کے کناروں تک نہایت مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گئی اور الہام الٰہی کے مطابق سیدنا محمود زمین کے کناروں تک شہرت پا گئے۔ مفکر احرار چوہدری افضل حق صاحب نے آپ کو صاحب شکوہ اور عظمت و دولت اور غیر معمولی ذہین و فہیم تسلیم کرتے ہوئے ایک بیان میں لکھا کہ:-

"جس قدر روپیہ احرار کی مخالفت میں قادیان خرچ کر رہا ہے اور جو عظیم الشان دماغ اس کی پشت پر ہے وہ بڑی سے بڑی سلطنت کو چند مہینوں میں درہم برہم کرنے کے لئے کافی تھا۔"

(اخبار مجاہد ۱۵ر اگست ۱۹۳۵ء)

داغ ہجرت

۱۹۴۷ء میں آپ قادیان سے ہجرت فرما گئے اور داغ ہجرت کی پیشگوئی پوری

ہوئی - اور اس طرح آپؓ کے مقدس وجود نے ۳۱۳ درویشانِ قادیان کو ایک تاریخی منزلت عطا فرمائی ایسے پُر آشوب دَور میں جبکہ مشرقی پنجاب میں کسی مسلمان کا بچ جانا بالکل غیر ممکن اور محال امر تھا۔ معجزانہ طور پر درویشانِ قادیان محفوظ رہے۔ یہ اس مقدس کی قوتِ قدسی کا ثبوت ہے جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا تھا اور اس تصویری کے عالم میں بھی قادیان دارالامان آج بھی ایک فعال مرکز کی حیثیت سے اکنافِ عالم پر ضو فشاں ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو پورا کر رہا ہے کہ -

"یہ نان تیرے لئے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہے۔"

ربوہ

ربوہ جیسا عظیم الشان شہر بھی حضور انورؓ کے عزم و حوصلہ کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ جہاں سے اس رنگ میں منظم اور بے مثال طور پر نہایت کامیاب تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک کا کام کیا جا رہا ہے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یہ درحقیقت اسمٰعیلی تجلّی کا مظاہرہ ہے کہ ایک بے آب و گیاہ وادی میں رُوحانیت کا عمبردار شہر آباد کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام تھا کہ یخرج ھمّہٗ وغمّہٗ دوحۃ اسمٰعیل۔ یعنی مثیلِ ابراہیم کا ہم وغم جو اسلام کے لئے ہے وہ ایک اسمٰعیلی درخت کو نکالے گا۔ یہ درخت ربوہ ہے جو حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت ام المؤمنینؓ کے بے مثال عزم و قربانی کا نتیجہ ہے۔ قیام ربوہ سے اسلام کا چوتھا اہم مرکز معرضِ وجود میں آیا اور اس طرح حضرت مصلح موعودؓ اس پہلو سے بھی الہامِ الٰہی کے مطابق تین کو چار کرنے والے قرار پائے۔

مقامِ خلافت کی حفاظت

مقامِ خلافت کی حضورؓ نے اس انداز سے حفاظت فرمائی ہے کہ ۱۹۵۶ء میں منکرینِ خلافت اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوئے مگر دیکھتے ہی دیکھتے ان کے پر و بال ہباءً منثورا ہو کر بکھر گئے۔ حضورؓ نے نہ صرف زمانہ حال و مستقبل کے لئے ہی مقامِ خلافت کی حفاظت کا بے نظیر اور معجزانہ کارنامہ انجام نہیں دیا بلکہ زمانہ ماضی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرامؓ پر ہونے والے تمام اعتراضات کا ردّ بھی اس انداز سے فرمایا کہ شاید ہی عبداللہ بن سبا اور اس کے بانی اور مفسد ساتھیوں کی سازشوں اور فتنہ انگیزیوں کو کسی نے ایسا بے نقاب کیا ہو آپ نے تاریخِ اسلام کی گمشدہ کڑیوں کو اپنے معرکۃ الآراء لیکچر "اسلام میں اختلافات کا آغاز" میں اس طرح جوڑ کر اور مربوط کر کے رکھ دیا کہ بڑے بڑے صاحبانِ علم و فن بھی حیران رہ گئے چنانچہ مؤرخِ اسلام سید عبدالقادر صاحب ایم اے نے اعتراف کیا کہ - "میرا خیال ہے کہ ایسا مدلّل مضمون اسلام کی تاریخ میں دلچسپی رکھنے والے احباب کی نظر سے پہلے کبھی نہیں گزرا ہو گا۔"

(اسلام میں اختلافات کا آغاز)

الغرض حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خدا داد صلاحیت سے مقامِ خلافت کو وہ تحفظ عطا فرمایا ہے کہ جماعتِ احمدیہ میں اس مقدس مقام کے متعلق کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔

فتح ہماری ہے

۱۹۵۳ء میں مسلمان کہلانے والے فرقوں نے جماعتِ احمدیہ کو نیست و نابود کرنے کے لئے پاکستان میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ قتل و غارت کی غرض سے لاہور میں احمدیوں کے گھروں پر نشان لگا دیئے گئے ان حالات کا دردناک نقشہ حضورؓ نے اپنی ایک نظم میں کھینچا۔ جس کا پہلا شعر ہے کہ -

دنیا میں یہ کیا فتنہ اُٹھا ہے مرے پیارے
ہر آنکھ کے اندر سے نکلتے ہیں شرارے

پھر فرمایا:- "آپ بھی دعا کریں میں بھی دعا کرتا ہوں انشاء اللہ فتح ہماری ہے"۔

بالآخر اچانک پاکستان میں مارشل لاء لگ گئی مفسدین پکڑے گئے تحقیقاتی عدالت بیٹھی ابوالاعلیٰ مودودی اور مولوی عبدالستار نیازی کو موت کی سزا سنائی جو بعد میں معاف کر دی گئی۔

اس مضمون کو حضورؓ کے ایک نہایت ولولہ انگیز بیان پر ختم کرتا ہوں جس میں حضور انورؓ جماعتِ احمدیہ سے مخاطب ہیں:-

"اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔ اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!!! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تاکہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادتِ توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔۔۔ ... پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم میری مانو خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو، خدا تمہارے ساتھ ہو۔ اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔" (اسلام کا ماننگر بلہ صفحہ ۶۴)

عشقِ رسولِ عربیؐ اور مصلح موعودؓ: بقیہ صفحہ ۱۱

میں اس تاریکی اور ظلمت کے زمانہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں پناہ دے رہا ہوں آج میں اسلام کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار ہوں اور ایک لمحہ بھی میری زندگی پر ایسا نہیں آئے گا جب میں اس فرض کو نظر انداز کر دوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام بھی اس کی تصدیق کرتا ہے۔

"رسول اللہ پناہ گزین ہوئے قلعۂ ہند میں۔" (تذکرہ صفحہ ۱۶۶)

"پناہ ہمیشہ ظلمات کے وقت یعنی رات کو ہی لی جاتی ہے پس جس طرح سورہ نجم سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیدار ہونا ثابت ہے مسجد اقصیٰ میں مینار بنانے کے یہ معنی ہیں کہ جماعتِ احمدیہ نے پھر دوسری مرتبہ مدینہ کے انصار کی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اندر پناہ دی ہے اور ہر احمدی نے آپؐ کی حفاظت کا اور آپؐ کے گرد اپنی جانیں لٹا دینے کا اقرار کیا ہے پس اقرار کو پورا کرنا آج ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے۔"

(سیرِ رُوحانی جلد دوم صفحہ ۱۱۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی عظمت

فرماتے ہیں:-

"کتنوز سے ہوئی ہوئے ایک مسلمان اخبار میں میں نے پڑھا کہ مرزا صاحب نے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی کتنی بڑی ہتک کی ہے وہ کہتے ہیں ع

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو!
اس سے بہتر غلام احمد ہے

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جب تک وہ لوگ جو اعلیٰ سے اعلیٰ مدارجِ روحانیہ کے حامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قرب کے بلند ترین مقام کو طے کر چکے ہیں یہ نہ کہیں کہ ہم نے جو کچھ حاصل کیا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں حاصل کیا ہے اور یہ کہ اس قدر ترقی کرنے کے باوجود ہم اب بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام اور آپؐ کے خاکِ پا ہیں اس وقت تک مقامِ محمدی کی فضیلت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے اور نہ ختمِ نبوت کی حقیقت روشن ہو سکتی ہے کوئی عیسٰی کا مرید اس پر برا مناتا ہے تو بیشک برا منائے ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سچا غلام بڑے سے بڑا مقام حاصل کر سکتا ہے اور جتنا بھی بڑھتا چلا جائے گا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار سے ہی استفادہ کرے گا۔"

(سیرِ روحانی جلد دوم صفحہ ۶۸-۶۹)

جماعت کو نصیحت

"میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں اور میں نے پہلے بھی کئی دفعہ نصیحت کی ہے اور اب پھر کہتا ہوں کہ تمہارا سب سے بڑا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ خواہ کتنا ہی چھوٹا سہی مگر ہر حال تم اپنے دائرہ میں چھوٹے محمد بن جاؤ۔ جس دن تم میں سے ہر شخص اپنے آپ کو ایک چھوٹا محمد بنانے کی کوشش کرے گا جس دن تم اُٹھتے بیٹھتے اور چلتے پھرتے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بن جاؤ گے اور جس دن تمہاری زندگی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی جھلک پیدا ہو جائے گی۔ دنیا سمجھے گی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں۔" (سیرِ روحانی جلد دوم صفحہ ۲۶۷)

رؤیا و کشوف میں حضورؐ کی زیارت

فرمایا:-

"دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو چکے ہیں۔ اور اب آپؐ کے اور ہمارے درمیان چودہ سو سالہ کا لمبا عرصہ حائل ہو چکا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپؐ کی باتوں کو اپنے کانوں سے سنا لیکن عشق ہمارے دلوں میں بھی گدگدیاں پیدا کرتا ہے ہم زمانہ کے لحاظ سے پیچھے ہیں۔ لیکن عشق کے لحاظ سے پیچھے نہیں چنانچہ باوجود اس کے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پر صدیاں گزر چکی ہیں پھر بھی خدا تعالیٰ ہمیں خوابوں اور کشوف کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار تک پہنچا دیتا ہے اور ہم بھی اس کیف اور سرور سے اپنے عشق کے مطابق حصہ پا لیتے ہیں۔ جس کیف اور سرور سے صحابہ کرامؓ نے حصہ پایا خود میں نے متعدد بار رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور کئی دفعہ تو آپؐ ایسی محبت سے پیش آئے ہیں کہ اسے دیکھ کر تمام جسمانی کوفت دور ہو جاتی رہی۔"

(سیرِ روحانی جلد دوم صفحہ ۱۲۹)

حضرت مصلح موعودؓ کی دعا

اس خصوص میں آپؓ کی دعا پر اس مختصر مضمون کو ختم کیا جاتا ہے:-

"اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے بھی اور آپ لوگوں کو بھی اپنی ذمہ داریاں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ وہ نور جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم نے پایا ہے وہ دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلے اور ہم اپنی زندگیوں میں اسلام کی فتح کا دن دیکھ کر اس بات پر فخر کر سکیں کہ ہم نے شیطان کی حکومت کو مٹا کر دنیا میں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت قائم کر دی ہے۔ آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔"

سیدنا حضرت محمود المصلح الموعودؓ اور غلبۂ اسلام

از مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مدراس

خدا تعالےٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مصلح موعودؓ کے بارہ میں جو عظیم الشان بشارت دی تھی اس میں آپؓ کا ایک علامتی نام مظہر الحق یعنی حق و صداقت کو غلبہ بخشنے والا بیان فرمایا ہے۔ گویا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے وجودِ بابرکت کو غلبۂ اسلام کے ساتھ گہرا تعلق ہوگا۔

خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں غلبۂ اسلام بر ادیانِ باطلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۔ (الصف آیت نمبر ۱۰) یعنی خدا تعالےٰ نے ہی اپنے ایک مامور کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اسے تمام ادیان پر غلبہ بخشے۔

اس آیت میں بیان فرمودہ غلبۂ اسلام کی پیشگوئی کے ظہور کے بارے میں مفسرین کی یہ رائے ہے کہ ذٰلِكَ عِنْدَ خُرُوْجِ عِيْسٰى (ابن جریر جلد ۱۵ صفحہ ۴۲) اور عند خروج عیسیٰ (ابن جریر جلد ۲۵ صفحہ ۵۴) نیز ملاحظہ ہو ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۱۳۸) گویا یہ غلبۂ اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوگا۔ مذکورہ غلبۂ اسلام کی پیشگوئی سورۃ الصف میں اسمه احمد والی پیشگوئی کے مطابق آئی ہے۔ اس کی اگلی آیت میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ (آیت نمبر ۹) یعنی وہ لوگ (منکرین) چاہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے اس نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن خدا تعالےٰ اپنے اس نور کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ حضرت احمد علیہ السلام کے ذریعہ دنیا میں دوبارہ قائم ہونے والے نورِ محمدی کو اپنے منہ کی پھونکوں سے یعنی مناظروں، مباحثوں، تقریروں اور کفر کے فتووں سے ختم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن خدا تعالےٰ اس نور کو کامل طور پر اکنافِ عالم میں پھیلانے والا ہے۔

نورِ خدا ہے کفر کی حالت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

غلبۂ اسلام کیلئے آپؓ کی تڑپ

چونکہ خدا تعالےٰ نے آخری زمانہ میں غلبۂ اسلام کو آپ کے مقدس وجود کے ساتھ وابستہ کر رکھا تھا اس وجہ سے بچپن سے ہی آپؓ کے اندر ساری دنیا کو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جمع کرنے کی تڑپ پائی جاتی تھی۔ آپؓ کی ہر تقریر اور تحریر میں یہی عزم اور ولولہ موجزن نظر آتا تھا چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:-

"میں چھوٹی سی عمر میں بھی ایسی دعائیں کرتا تھا اور مجھے ایسی حرص تھی کہ اسلام کا جو کام بھی ہو میرے ہاتھ سے ہو۔ میں اپنی اس خواہش کے زمانہ سے واقف نہیں کہ کب سے ہے۔ میں جب دیکھتا تھا اپنے اندر اس حرص کو پاتا تھا اور دعائیں کرتا تھا کہ اسلام کا جو کام ہو میرے ہی ہاتھ سے ہو۔ پھر اتنا ہو کہ قیامت تک کوئی زمانہ ایسا نہ ہو کہ جس میں اسلام کی خدمت کرنے والے میرے شاگرد نہ ہوں ..... میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے میری ان دعاؤں کے جواب میں بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں"۔

(منصب خلافت صفحہ ۳۱)

غلبۂ اسلام کی اس عظیم الشان مہم میں کامیابی حاصل ہونے کا بھی آپ کو کامل یقین تھا۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:-

"خدا بڑی عزت کے ساتھ میرے ذریعہ اسلام کی ترقی اور اس کی تائید کے لئے ایک عظیم الشان بنیاد قائم کر دے گا۔ میں ایک انسان ہوں۔ میں آج بھی مر سکتا ہوں اور کل بھی مر سکتا ہوں لیکن یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ میں اس مقصد میں ناکام رہوں جس کے لئے خدا نے مجھے کھڑا کیا ہے"۔

(الفضل ۱۸ فروری ۱۹۵۸ء)

یہ تڑپ نہ صرف آپؓ کو ہمیشہ بے قرار رکھتی تھی بلکہ آپؓ اپنی جماعت کو بھی اس تڑپ اور بے چینی میں مبتلا دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"اے بھائیو! اور بہنو! خدا نے ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ تا ہم اس کے جلال کے مظہر ہوں اور تا ہم اس کی صفات کو اپنے اندر جذب کریں جب تک ہم اس مقصد کو پورا نہ کریں ہم ہرگز کامیاب نہیں کہلا سکتے"۔

"اے بھائیو! میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا کی رحمت آج اسی طرح جوش میں آئی ہوئی ہے جس طرح آج سے سینکڑوں سال پہلے وہ جوش میں آئی تھی جس طرح وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جوش میں آئی تھی۔ مسیح ناصری علیہ السلام کے وقت میں جوش میں آئی تھی داؤد علیہ السلام کے وقت میں جوش میں آئی تھی موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جوش میں آئی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں جوش میں آئی تھی۔ نوح علیہ السلام کے وقت میں جوش میں آئی تھی اور اس کی معرفت کا سورج اسی طرح آسمان پر چڑھا ہے جس طرح کہ پہلے نبیوں کے زمانے میں چڑھا کرتا تھا۔ پس باہر نکلو! اور کمروں کی بند ہوا کی بجائے عالم روحانی کی وسیع فضا میں خدا کی رحمت کی ٹھنڈی اور معطر ہوا سونگھو اور اس کی معرفت کے سورج کی خوشگوار روشنی اور چمک سے اپنی آنکھوں کو منور کرو یہ دن روز روز نہیں چڑھا کرتے"۔

"ہاں ہاں اے مشرق و مغرب کی زمینوں میں بسنے والو سب خوش ہو جاؤ اور افسردگی کو دلوں سے نکال دو کہ آخر وہ دولہا جس کی تم کو انتظار تھی آ گیا۔ آج تمہارے لئے غم اور فکر جائز نہیں آج تمہارے لئے حسرت و اندوہ کا موقعہ نہیں بلکہ خوشی اور شادمانی کا زمانہ ہے مایوسی کا وقت نہیں بلکہ امیدوں اور آرزوؤں کی گھڑیاں ہیں پس تقدیس کے سنگھار سے اپنے آپ کو زینت دو اور پاکیزگی کے زیوروں سے اپنے آپ کو سجاؤ کہ تمہاری دیرینہ آرزوئیں بر آئیں اور تمہاری صدیوں کی خواہشیں پوری ہوئیں۔ ...... رب خود چل کر تمہارے گھروں میں آ گیا اور تمہارا مالک آپ تمہاری رضامندی کا طالب ہوا۔

آؤ۔ آؤ ہم سب اپنے پچھلے تنازعات کو بھول کر اس کے فرستادہ کے ہاتھ پر جمع ہو جائیں اور اس کی حمد کے ترانے گائیں اور اس کی ثنا کے قصیدے پڑھیں اور اس کے دامن کو اسی مضبوطی سے پکڑ لیں کہ پھر وہ یارِ یگانہ کبھی ہم سے جدا نہ ہو۔ آمین"

(احمدیت یعنی حقیقی اسلام)

الغرض سیدنا حضرت محمود المصلح الموعودؓ نے اپنی پُر جوش تقاریر اور ولولہ انگیز تحریرات کے ذریعہ ہر احمدی کے قلب کی گہرائیوں میں غلبۂ اسلام کی تڑپ اور آرزو ودیعت فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں احمدی مجاہدون فی سبیل اللہ باموالهم وانفسهم کے مطابق اپنا سب کچھ آپ کے قدموں پر نچھاور کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

عالمگیر منصوبہ

آپؓ نے منصبِ خلافت پر متمکن ہوتے ہی اکنافِ عالم میں تبلیغ اسلام کا ایک وسیع منصوبہ تیار فرمایا جس کے تحت تعمیرِ مساجد۔ قیامِ دیار التبلیغ۔ مبلغین کی تیاری۔ وسیع پیمانے پر اسلامی لٹریچر کی اشاعت اور سب سے بڑھ کر قرآن پاک کے تراجم جیسے عظیم الشان کام ہوئے آپ کے عہدِ باسعادت میں دنیا کی قریباً ہر متمدن اور غیر متمدن قوم اور علاقے میں مساجد اور مشن ہاؤسوں کا قیام عمل میں آیا۔ امریکہ اور یورپ کے مختلف ممالک (برطانیہ۔ فرانس۔ جرمن۔ ہالینڈ۔ سوئٹزرلینڈ۔ سپین۔ ہانگ کانگ۔ البانیہ۔ اٹلی۔ پولینڈ۔ وغیرہ) نیز تاریک براعظم مغربی و مشرقی افریقہ۔ عرب ممالک (مصر۔ فلسطین۔ شام۔ عراق) اور مشرقِ وسطیٰ (انڈونیشیا۔ ملیشیا۔ برما۔ سری لنکا وغیرہ) تمام ممالک میں دیار التبلیغ اور مساجد تعمیر ہو کر غلبۂ اسلام کے سامان پیدا ہوئے۔ اسی طرح جن فضاؤں میں پہلے صرف گرجا گھروں کی ہی گھنٹیاں گونجتی تھیں وہاں پر اب مساجد کے بلند و بالا مناروں سے روزانہ پانچ بار اللہ اکبر اللہ اکبر کی شیریں اور وجد آفریں آواز بلند ہونے لگی۔ اس عظیم الشان روحانی انقلاب کا ذکر کرتے ہوئے الحاج جناب عبد الوہاب عسکری عراقی

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکتہ ہائے معرفت

از مکرم شیخ عبدالسلام صاحب ٹاک صدر جماعت احمدیہ سرینگر (کشمیر)

"اے خدا میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے تو نے نازل فرمایا ہے میں اس کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔"

یہ ہیں وہ الفاظ جو ایک انیس سالہ نوجوان نے اپنے والد ماجد کی وفات پر ان کے سرہانے کھڑے ہو کر کہے تھے۔ یہ نوجوان وہی پسر موعود تھا جس کی نسبت اس کی پیدائش سے قبل اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کو یہ عظیم الشان خوشخبری عطا فرمائی تھی کہ:

"وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

سیدنا المصلح الموعود حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی ذات گرامی کے ساتھ یہ پیشگوئی تعلق رکھتی ہے کی ولادت پیشگوئی کے عین مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کی ایک سہانی اور نورانی صبح کو ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی درد بھری دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے اس جلیل القدر فرزند کے لئے وہی کچھ مانگا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا تھا اور ان پر فہم قرآن اور معرفت کی وہ راہیں کھولیں جہاں تک انسانی فکر، تصورات اور تاثرات کا تعلق ہے سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی پوری زندگی ہی "این خانہ تمام آفتاب است" کی مصداق ہے۔ آئیے! زیر نظر مضمون میں آپ کے نکتہ ہائے معرفت کے گرانبہا خزانے کی سطح (TIP OF THE ICEBERG) کو کھرچنے کی کوشش کریں۔

دہلی میں آپ کے ارشاد پر جامع مسجد میں ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء کو جو جلسہ منعقد کیا گیا تھا اس میں مخالفین نے انتہائی کوشش کی تھی کہ یہ جلسہ نہ ہونے پائے۔ لیکن حضورؓ چونکہ ایک اعلیٰ منتظم تھے آپ نے اپنے خدام کو ہدایات دیں کہ حفاظت کا انتظام کس طرح کریں اور خود نہایت اطمینان سے اپنی تقریر کو جاری رکھا اور مخالفین کے علماء کو اس جلسہ میں چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:۔

"حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی جس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر میں اس وقت کرنا چاہتا ہوں اور جو مصلح موعود کے متعلق ہے اس میں ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا اور یہ ایسی واضح علامت ہے کہ جسے بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ میں جسے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ پر قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی۔"

(الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۴۴ء)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کس طرح پوری ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں کیسے قبول ہوئیں یہ اس حقیقت سے مترشح ہے کہ حضور کو کسی دنیوی یونیورسٹی یا علمی ادارے کی سند حاصل نہیں تھی جہاں سے آپ نے "علوم ظاہری و باطنی" کسب کئے ہوں آپ کا علم قرآن خالصتہً وہبی تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ میں ودیعت کیا گیا تھا۔ اس بات کا اعتراف احمدیت کے شدید ترین مخالف مولانا ظفر علی خان صاحب سے تھا جن کے اخبار "زمیندار" کے کالم ہمیشہ احمدیت کی مخالفت و تضحیک کے لئے وقف رہتے تھے لیکن حقیقت کا اعتراف بادل ناخواستہ انہیں بھی کرنا پڑا۔ حق بر زبان جاری۔ والفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ ایک موقع پر احمدیت کے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"کان کھول کر سنو! تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے۔ قرآن کا علم ہے۔ تمہارے پاس کیا دھرا ہے۔؟ تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا۔"

(ایک خوفناک سازش ۱۹۳۶ء از مولانا مظہر علی اظہر)

زندگی کے اس دور میں جب بچپن جوانی کی عمر کو چھو رہا تھا۔ قرآن کا یہ علم آپ میں موجود تھا۔ عام حالات میں یہ زمانہ حصول علم اور سیر و تفریح اور لہو و لعب کا وقت ہوتا ہے۔ لیکن مصلح موعودؓ اس عمر میں جو نادر قرآنی حقائق و معارف بیان فرماتے تھے سامعین اس درس سے جس حد تک استفادہ کرتے تھے اور محظوظ ہوتے تھے اس کا کسی قدر اندازہ حسب ذیل اقتباس سے کیا جا سکتا ہے۔ جو مخدوم محمد ایوب صاحب بی اے (ریٹائرڈ) نئی دہلی کی ایک مطبوعہ یادداشت سے لیا گیا ہے موصوف ۱۹۱۹ء کی موسمی تعطیلات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"مجھے اس درس میں صرف چند روز ہی شامل ہونے کا موقع ملا حضور نے قرآن کریم کے نہایت ہی اعلیٰ درجے کے معارف و حقائق بیان فرما کر ایک طرف تو لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کے مطابق اپنی پاکیزہ زندگی کا ثبوت دیا اور دوسری طرف کسی مشکل مقام قرآن مجید کے معنی معلوم کرنے اور سمجھنے کے لئے دعائیں کرنے اور پھر اس کا حل پانے کا ذکر فرما کر اپنے عشق قرآن شریف اور تعلق باللہ کا ثبوت دیا۔ ....

....

....

....

....

الغرض اس قلیل عرصہ میں مجھ پر حضور کے عشق و فہم قرآن طہارت تقویٰ، تعلق باللہ، اجابت دعا اور مطہر زندگی کا گہرا اثر ہوا جو کہ باوجود مرور زمانہ کے دل سے ہرگز دور نہیں ہوا اور یہی اثر تھا جو کہ بفضلہ تعالیٰ حضور کو خلیفہ برحق ماننے میں کام آیا الحمد للہ علیٰ ذالک۔"

(سوانح فضل عمرؓ جلد اول صفحہ ۳۰۲)

یہ چشمہ معرفت آپ کی زبان سے کیسے جاری ہوا۔ اور وہ کونسی یونیورسٹی اور ادارہ تھا جہاں سے آپؓ نے یہ فیض پایا تھا حضرت مصلح موعودؓ اس تعلق میں خود فرماتے ہیں:۔

"میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک جگہ کھڑا ہوں۔ مشرق کی طرف میرا منہ ہے کہ آسمان پر سے مجھے آواز آئی جیسے گھنٹی بجتی ہے یا پیتل کا کوئی کٹورا ہو اور اسے ٹھکوریں تو اس میں سے باریک سی ٹن کی آواز پیدا ہوتی ہے پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ آواز پھیلتی اور بلند ہونی شروع ہوئی یہاں تک کہ تمام جو (فضا) میں پھیل گئی۔ اس کے بعد میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ آواز متشکل ہو کر تصویر کا چوکھٹا بن گئی پھر اس چوکھٹے میں حرکت پیدا ہونی شروع ہوئی اور اس میں ایک نہایت ہی حسین اور خوبصورت وجود کی تصویر نظر آنے لگی تھوڑی دیر کے بعد وہ تصویر ہلنی شروع ہوئی اور پھر یکدم اس میں سے کود کر ایک وجود میرے سامنے آگیا اور کہنے لگا کہ میں خدا کا فرشتہ ہوں اور مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے کہ میں تمہیں سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھاؤں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ وہ سکھاتا گیا اور سکھاتا گیا یہاں تک کہ جب وہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تک پہنچا تو کہنے لگا آج تک جس قدر مفسرین گزرے ہیں ان سب نے یہیں تک تفسیر کی ہے لیکن میں تمہیں آگے بھی سکھانا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا سکھاؤ۔ وہ سکھاتا چلا گیا یہاں تک کہ ساری سورہ فاتحہ کی تفسیر اس نے مجھے سکھا دی۔"

(الموعود صفحہ ۸۵ تا ۸۶)

تفسیر کبیر آپؓ کی تصنیف ہے۔ یہ تفسیر کیا ہے؟ حقائق و معارف قرآنی کا ایک بحر ذخار اور ایک قلزم بے پایاں۔ ہر غواص اپنے ظرف کے مطابق اس سمندر سے دُر نجف، یمن اور نایاب ہیرے تلاش کر کے پا لیتا ہے یہ وہ علمی شاہکار ہے جس کے سامنے سابقہ تمام تفاسیر ماند پڑ گئی ہیں اور جس کی خوشہ چینی آج کے مخالف علماء تک بھی کرتے ہیں۔ خاکسار کا یہ ذاتی تجربہ ہے کہ غیر احمدی علماء اپنے دانشور ..... ہوں میں اسی تفسیر کبیر سے استفادہ کرتے ہیں۔ اگر حضورؓ کی دوسری معرکۃ الآراء تصانیف کا ذکر نہ بھی کیا جائے تو بھی یہ تفسیر آپؓ کے ابقائے دوام کے لئے کافی ہے علامہ نیاز فتحپوری مرحوم جو اپنے وقت میں برصغیر کے نادر ادیب اور مشہور زمانہ علامہ تھے جن کا تبحر علمی کسی اور کو خاطر میں نہیں لاتا تھا اور جن کے چراغ کے آگے کسی اور کا چراغ ان کی زندگی میں نہ جل سکا اسی تفسیر کبیر کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

"حضرت کی تفسیر کبیر جلد سوم آجکل میرے سامنے ہے اور اس کو بڑی غائر نگاہ سے دیکھ رہا ہوں اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے آپ کا تبحر علمی۔ آپ کی وسعت نظر آپ کی

غیر معمولی فراست آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک لفظ سے نمایاں ہے اور مجھے افسوس ہے کہ میں کیوں اس وقت تک اس سے بے خبر رہا کاش کہ میں اس کی تمام جلدیں دیکھ سکتا۔"

(ملاحظات نیاز فتح پوری)

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس تفسیر کبیر کے بحرِ ناپیدا کنار سے ایک قطرہ پیش ہے۔ سورۃ النبأ کی ایک آیت اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا کی تفسیر میں آپ فرماتے ہیں
"میں بتا چکا ہوں کہ اس سورۃ میں غلبۂ اسلام کا بھی ذکر ہے اور قرآن کریم کے غلبہ کا بھی اسی میں ذکر ہے۔ پس اس میں پیشگوئی کی گئی ہے کہ مومنوں کے لئے مکروہات سے نجات حاصل کرنے کے سامان پیدا ہو جائیں گے اور ان کو ایسی جگہیں عنایت ہوں گی جو مقامِ نجات اور مقامِ کامیابی کہلانے کی مستحق ہوں گی۔ یہ پیشگوئی ایسے وقت کی گئی تھی جب مسلمانوں کے لئے کسی قسم کا ٹھکانا نہیں تھا۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ سورۃ مکی ہے اور مکی بھی ابتدائی زمانہ کی ہے اس وقت اسلام میں صرف دس بارہ آدمی شامل تھے اور ان کو کفار کی طرف سے ایسی ایسی تکالیف دی جاتی تھیں جن کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ غلام جو ابتدائی زمانہ میں مسلمان ہو گئے تھے کفار مکہ ان کو تپتی ریت پر عرب جیسے گرم علاقہ میں لٹا دیتے اور جب اس کے نتیجہ میں بھی وہ اسلام سے بیزاری کا اظہار نہ کرتے تو تپتے ہوئے پتھر ان کے سینے پر رکھ دیتے بلکہ بعض دفعہ آدمی ان کے سینہ پر چڑھ جاتے اور پھر بعض کے پاؤں میں رسی باندھ کر انہیں مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا جاتا تھا وہاں عام طور پر پانی بہنے کی وجہ سے اپنے مکانات کو بچانے کے لئے دروازہ کے آگے بڑے بڑے پتھر رکھ دیتے تھے جن کو کھنگر کہتے ہیں تاکہ بارش کی وجہ سے دیواروں کو نقصان نہ پہنچے کفار مکہ کی عادت تھی کہ وہ مسلمانوں کو جب دکھ دیتے تھے اور ان کی ٹانگوں میں رسی باندھ کر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹتے تو ان کھنگروں پر سے بھی گھسیٹتے چلے جاتے اور ان کے جسم لہولہان ہو جاتے۔ ...... اس زمانہ میں جب مسلمان انتہائی تکالیف میں اپنی زندگی بسر کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا یقیناً یقیناً جو مسلمان اور متقی ہیں ان کی مکروہات ایک دن دور ہو جائیں گی اور وہ تکلیف دہ باتیں جو آج پیدا ہو رہی ہیں خدا ان سب کو مٹا دے گا اور وہ جگہیں ان کو حاصل ہوں گی جہاں مکروہات ان کے قریب بھی نہ پھٹکیں گی جہاں کامیابی ان کے پاؤں چومے گی اور جہاں آرام اور آسائش کے دروازے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے کھول دیئے جائیں گے چنانچہ خدا نے حبشہ کو مفاز بنایا۔ مسلمان وہاں ہجرت کر کے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ہر قسم کے سامانِ راحت بہم پہنچائے۔ یہ سورۃ چونکہ ابتدائی مکی سورتوں میں سے ہے اس لئے حبشہ کی ہجرت سے بھی پہلے کی ہے حبشہ کی ہجرت ۵ نبوی کے نصف میں ہوئی (کامل ابن اثیر) اور یہ سورۃ پہلے دو تین سال کی ہے پس اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا کے مطابق پہلا مقام فوز جو مسلمانوں کے لئے ظاہر ہوا وہ حبشہ ہے۔ چنانچہ حبشہ میں خدا تعالیٰ کی نصرت اور اس کی تائید کا کیسا زبردست نشان ظاہر ہوا۔ دشمن نے چاہا کہ حبشہ پہنچ کر بھی مسلمانوں کو مبتلائے آلام کرے اور انہیں اس ملک میں بھی آرام اور چین سے نہ رہنے دے مگر وہ خدا جس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ متقیوں کو ہر قسم کی مکروہات سے بچا کر ایسے مقام پر لے جائے گا جو ان کے آرام اور سکون کا موجب ہو گا اس نے کفارِ مکہ کو اپنی اس کوشش میں ناکام کیا اور مسلمان اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق حبشہ میں نہایت آرام اور عزت کے ساتھ رہے .... پھر دوسرا نظارہ اس کا مدینہ میں نظر آیا کہ مسلمان وہاں گئے اور اللہ تعالیٰ نے مدینہ کے لوگوں کی توجہ مسلمانوں کی طرف پھیر دی۔ ابتداء میں صرف چند لوگ مکہ میں حج کے لئے آئے تھے کہ انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پہنچی اور وہ آپ پر ایمان لے آئے دوسرے سال بعض اور لوگ مدینہ کے حاجیوں میں سے ایمان لے آئے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تیسرے سال ایک وفد ۷۲ آدمیوں پر مشتمل بھیجا جس نے یہ اقرار کیا کہ مدینہ میں آپ پر اور آپ کے ساتھیوں پر اگر کوئی دشمن حملہ کرے گا تو ہم اس سے لڑیں گے اور آپ کی حفاظت کریں گے۔ چنانچہ اس معاہدہ کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ مدینہ تشریف لے گئے (ابن ہشام) ..... پہلا مفاز اللہ تعالیٰ نے حبشہ کو بنایا اور دوسرا مفاز مدینہ کو بنایا ابتدائی سالوں کی اسلامی تاریخ اسی آیت کی تشریح ہے حبشہ کا سفر اور مدینہ کے ابتدائی ایام کی تاریخ سب کی سب اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا والی پیشگوئی کے پورا ہونے کا ایک نہایت ہی دلکش اور زبردست ثبوت ہے۔

دوسرے معنی اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا کے یہ ہیں کہ متقیوں کو ہم کامیاب و کامران کریں گے یہ معنے بھی مدینہ منورہ میں پورے ہوئے اور پھر صرف مدینہ میں ہی نہیں بلکہ مدینہ کے بعد سارا عرب اور پھر ساری دنیا اس پیشگوئی

(باقی کالم علا پر)

سیدنا محمودؓ اور غلبۂ اسلام: بقیہ صفحہ ۱۴

نامزد مؤتمر اسلامی جماعت احمدیہ کی مساعی کو ان الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں کہ:۔

"جماعت احمدیہ کے افراد دینِ اسلام کی جو خدمت سرانجام دے رہے ہیں اس میں تبلیغی لحاظ سے وہ ساری دنیا میں فوقیت حاصل کر چکے ہیں۔ ... یہ لوگ اعلائے کلمۃ الدین کے لئے ہر قسم کے ممکن ذرائع اختیار کرتے ہیں اور ان کے بڑے بڑے کارناموں میں وہ مسجدیں ہیں جو انہوں نے امریکہ افریقہ اور یورپ کے مختلف شہروں میں بنائی ہیں ..... اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کا درخشندہ مستقبل ان ہی سے وابستہ ہے۔"

(مشاہداتی فی سماء الشرق ۴۵-۴۳)

غلبۂ اسلام کے لئے اشاعتِ قرآن

خدا تعالیٰ نے وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا فرما کر غلبۂ اسلام کے لئے قرآنی علوم کا حاصل کرنا اور اس کی اشاعت کو بہترین ذریعہ قرار دیا ہے۔ اس عظیم کام کے لئے خدا تعالیٰ نے خود سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کو تیار فرمایا اور قرآنی علوم ظاہری و باطنی سے آپ کو پُر کر دیا اس حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے حضورؓ خود فرماتے ہیں:۔

"آج دنیا کے پردے پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علمِ قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کے لئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔ خدا نے مجھے اس غرض کے لئے کھڑا کیا ہے کہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے نام کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں۔"

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء)

آپؓ نے تمام علماء کو بارہا معارف قرآن بیان کرنے اور اپنے بالمقابل بیٹھ کر تفسیر قرآن لکھنے کا چیلنج دیا چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں:۔

"میں نے بارہا دنیا کو چیلنج کیا ہے کہ حقائق قرآن میرے مقابلہ میں لکھو حالانکہ میں کوئی مامور نہیں ہوں مگر کوئی اس کے لئے تیار نہیں ہوا۔"

(تبلیغِ حق)

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی تفاسیر میں علم و عرفان کے ایسے دریا بہائے کہ دنیا دنگ ہو گئی اور عملی طور پر مخالفین نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ حقیقت قرآن کا آپ کے ساتھ مقابلہ ان کے بس کی بات نہیں چنانچہ مولوی ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر اخبار "زمیندار" نے ایک مخالفِ احمدیت گروہ کو مخاطب کر کے کہا کہ:۔

"کان کھول کر سن لو تم اور تمہارے لگے بندھے مرزا محمود کا مقابلہ قیامت تک نہیں کر سکتے۔ مرزا محمود کے پاس قرآن ہے اور قرآن کا علم ہے تمہارے پاس کیا دھرا ہے .... تم نے کبھی خواب میں بھی قرآن نہیں پڑھا .... مرزا محمود کے پاس مبلغ ہیں۔ مختلف علوم کے ماہر ہیں۔ دنیا کے ہر ملک میں اس نے جھنڈا گاڑ رکھا ہے۔"

(ایک خوفناک سازش ص۱۹۶)

الغرض آپؓ کا وجود اتنا بابرکت تھا اور آپ کی روح اتنی پاکیزہ تھی کہ آپؓ کے ذریعہ دنیا میں کلامِ الٰہی کا شرف و مرتبہ بلند ہوا آپؓ کی ساری زندگی غلبۂ اسلام کی مہم میں صرف ہوئی آپؓ کی تحریروں اور تقریروں نے مذہبی دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب برپا فرمایا۔ آپؓ نے مُردہ اسلام کو روحِ محمدی کے ذریعہ زندہ کر دیا اور اس کی قوت لوٹ آئی یہاں تک کہ آپؓ کی یلغار سے شرک و عیسائیت اور دہریت کے وہ قلعے مسمار ہو گئے جو دنیا بھر میں اسلام کے خلاف تعمیر کئے گئے تھے۔

بقیہ کالم ۲

کی صداقت کا ایک نشان ہوئی کہ کس طرح یہ لوگ بامراد ہوتے اور کس کس طرح انہوں نے کامیابیاں حاصل کیں ہر قوم جو ان کے مقابلہ میں آئی اسے شکست ہوئی ہر طاقت جو مسلمانوں سے ٹکرائی وہ ذلیل ہوئی قیصر و کسریٰ کے خزانے فتح ہوئے اور وہ مسلمانوں کو ملے مدینہ منورہ ایک چھوٹی سی بستی تھی جہاں گھر میں بھی باامن رہنے کا کوئی سامان نہ تھا چنانچہ اس لئے مسلمان یہود سے مختلف معاہدات کرتے رہے تاکہ وہ غداری نہ کریں اور مسلمانوں کے ضعف کا موجب نہ بنیں مگر وہ چھوٹی سی بستی ایک دن ساری دنیا کا مرکز بن گئی۔ اگر مدینہ منورہ سے کوئی حکم نکلتا تھا تو ساری دنیا کانپ اٹھتی تھی اور وہ سمجھتی تھی کہ اس حکم کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ پھر مدینہ منورہ ہی وہ بستی ہے جہاں ایک دن قیصر و کسریٰ کے خزانے آئے اور مسلمانوں میں تقسیم ہوئے۔"

(تفسیر کبیر جلد ششم جز سی پارہ نصف اول)

MODERN SHOE CO.

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.

PH. 275475
RESI. 273903 CALCUTTA - 700073.

THE JANTA PHONE 23-9302

CARD BOARD BOX MFG. Co.

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.

CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

منجانب: تپسیا ربر ورکس !!

۴۲ تپسیا روڈ۔ کلکتہ ۳۹

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
منجانب :- احمدیہ مسلم مشن - ۲۰۵ نیو پارک سٹریٹ - کلکتہ ۷۰۰۰۱۷ - فون نمبر:- ۴۳۴۷۱۷

اپنی خلوت گاہوں کو ذکرِ الٰہی سے معمور کرو !!
(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)
NIR
CALCUTTA -15.
پیش کرتے ہیں :-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے

REGD. No. P.GD-3
THE WEEKLY BADR QADIAN-143516 PHONE No. 35
10th FEB, 1983 PRICE Rs. 1/25

Printed At: Rama Art Press, Town Hall, Amritsar